SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, December29, 1997

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at five minutes past eleven in the morning, with Mr. Presiding Officer(Mr. Bashir Ahmed Matta) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

يَٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَ كُمْ بُرْهَانٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُبِيْنًاO

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَ

فَضْلٍ وَ يَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُسْتَقِيْمًا O

ترجمہ: لوگو! تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس دلیل (روشن) آ چکی ہے اور ہم نے (کفر اور ضلالت کا اندھیرا دور کرنے کو) تمہاری طرف چمکتا ہوا نور بھیج دیا ہے۔ پس جو لوگ خدا پر ایمان لائے اور اس(کے دین کی رسی) کو مضبوط پکڑے رہے ان کو وہ اپنی رحمت اور فضل(کی بہشتوں) میں داخل کرے گا اور اپنی طرف(پہنچنے کا) سیدھا رستہ دکھائے گا۔

PANEL OF PRESIDING OFFICERS

Mr. Presiding Officer: (Mr. Bashir Ahmed Mata) Bismillah Hirahma

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, December29, 1997

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at five minutes past eleven in the morning, with Mr. Presiding Officer(Mr. Bashir Ahmed Matta) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًاO

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَ

فَضْلٍ وَّ يَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا O

ترجمہ: لوگو! تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس دلیل (روشن) آ چکی ہے اور ہم نے (کفر اور ضلالت کا اندھیرا دور کرنے کو) تمہاری طرف چمکتا ہوا نور بھیج دیا ہے۔ پس جو لوگ خدا پر ایمان لائے اور اس(کے دین کی رسی) کو مضبوط پکڑے رہے ان کو وہ اپنی رحمت اور فضل(کی بہشتوں) میں داخل کرے گا اور اپنی طرف(پہنچنے کا) سیدھا رستہ دکھائے گا۔

PANEL OF PRESIDING OFFICERS

Mr. Presiding Officer: (Mr. Bashir Ahmed Mata) Bismillah Hirahma

Hirahma Niraheem!

I now read out the order of the Chairman nominating the panel of the Presiding Officers for this session of the Senate.

In pursuance of sub-Rule (1) of Rule 14 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the Acting Chairman has been pleased to nominate the following members, in order of precedence, to form a panel of presiding officers for 83rd session of the Senate of Pakistan:

1. Mr. Bashir Ahmed Matta
2. Mr. Justice (Retd.) Dr. Javed Iqbal
3. Mr. Hussain Shah Rashdi

I now call upon Mr. Asif Ali Zardari to come here and take oath of his office.

(Thumping of desks)

OATH TAKING

Mr. Presiding Officer: Bismillah Hirahma Niraheem!

(Mr. Asif Ali Zardari took oath as member of the Senate of Pakistan)

(Thumping of desks)

Mr. Presiding Officer: There are no leave applications, and we will proceed with the normal business of the House which is before the House now. Yes Mr. Abdul Rehman khan.

POINT OF ORDER Re: INTERVENTION OF NWFP, GOVERNMENT INTO FATA AFFAIRS

حاجی عبدالرحمٰن خان:۔ جناب چیئرمین! کئی دنوں سے ہمارے قبائل کے خلاف اور وہاں کے اندرونی معاملات میں صوبہ سرحد کی حکومت، صوبائی اسمبلی مداخلت کر رہی ہے ۔ نہ صوبائی اسمبلی میں ہمارا کوئی نمائندہ ہے نہ ان کا کوئی قانونی حق بنتا ہے اور نہ ہی ہم صوبائی حکومت کے under آتے ہیں ۔ انہوں نے بیجا مداخلت شروع کر رکھی ہے۔ کبھی تو قرارداد پاس کرتے ہیں قبائل کے خلاف کہ یہ FCR کو ختم کیا جائے۔ کبھی ان کے حقوق اور کبھی ان پر مختلف اغواء کے الزامات لگائے جا رہے ہیں کبھی ان کو مدغم کرنے اور کبھی اور مختلف الزامات لگائے جاتے ہیں۔ میں اس بارے میں آپ کے توسط سے حکومت وقت اور صوبائی حکومت کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم وفاق کے تحت آتے ۔ ہمارا صوبائی حکومت کے ساتھ کسی قسم کا کوئی بھی الحاق نہیں اور ان کو کسی قسم کی مداخلت کا کوئی حق نہیں ہے ۔قبائل کے اپنے نمائندے قومی اسمبلی اور سینٹ میں ہیں۔ جو بھی قبائل کے لئے قانون سازی ہو یا جو بھی ان کی مشکلات ہیں ، ایف سی آر میں اگر کوئی ترمیم کرنی ہے یا دوسرے کوئی حقوق ہیں تو یہاں پر قانون سازی ہوگی۔ ان کا کوئی حق نہیں بنتا۔ وہ ان چیزوں میں بار بار مداخلت کر رہے ہیں وہاں ایسے حالات اور ماحول پیدا کیا جا رہا ہے کہ قبائل اور صوبائی حکومت کے درمیان کوئی جھگڑا اور فساد شروع ہو۔ یہ میں ان کو پیغام بھی پہنچانا چاہتا ہوں اور حکومت سے استدعا بھی کرتا ہوں کہ ان کو یہ حق نہ دیں کہ بار بار وہ ان چیزوں کو اچھالیں اور جو قراردادیں پیش ہو رہی ہیں ان سے ہمارے عوام میں بہت زیادہ اضطراب پیدا ہو رہا ہے، بہت زیادہ وہاں پر اشتعال پیدا ہوا ہے کہ یہ صوبائی حکومت کیا ہے کہ جو ہمارے معاملات میں مداخلت کر رہی ہے۔ میں اس بارے میں وفاقی حکومت سے یہی کہونگا کہ وہ بھی ہمیں اس بارے میں جواب دیں کہ ابھی تک ان کو کیوں نہیں کہا۔ آیا ہم صوبے کے ماتحت ہیں یا مرکز کے تحت آتے ہیں ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ آپ کا پوائنٹ رجسٹر ہوگیا۔ جی قاضی محمد انور صاحب ۔

قاضی محمد انور ۔ جناب پریذائیڈنگ آفیسر! صوبہ پختونخواہ کی صوبائی اسمبلی میں ایک ممبر نے ایک قرارداد پیش کی ہے اور قرارداد صرف یہ ہے کہ ایف سی آر جو 1901ء کا قانون ہے

اور جس کو پاکستان کی عدالت عظمیٰ کالا قانون قرار دے چکی ہے' اس قانون کو ختم کیا جائے۔

اس صوبے کی حکومت میں اے این پی شامل ہے۔ اے این پی کا ہمیشہ یہ مسلمہ اصول رہا ہے کہ قبائلی علاقہ ،جس کو پاکستان کا دستور فاٹا کہتا ہے اور عوامی نیشنل پارٹی ان کو آزاد قبائل کہتے ہیں۔ہم نے آزاد قبائل میں کبھی مداخلت نہیں کی۔ یہاں تک کہ جب دیگر سیاسی جماعتیں آزاد قبائل کے علاقے میں اپنی سیاسی سرگرمیاں شروع کرچکی تھیں ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ ہم ان کا جرگہ کریں۔ ہم نے روایتی جرگہ کے تحت ان کو دعوت دی کہ آزاد قبائل کے مشران آئیں اور وہ ہمیں بتائیں کہ وہاں کس طریقے سے سیاست کریں۔ جو طرز انہوں نے منتخب کیا ہم نے اسی طرز پر وہاں پر سیاست کی ہے۔ ہم آزاد قبائل میں کبھی مداخلت نہیں کرتے ۔صرف بات اتنی سی ہے کہ ان کے کچھ نمائندے ' ان کا ایک قومی اسمبلی کا ممبرلطیف آفریدی ایک طرف تو وہ یہ کہتا ہے کہ ہمیں صوبائی اسمبلی میں نمائندگی دی جائے۔ صوبائی اسمبلی میں ان کو تب ہی نمائندگی دی جا سکتی ہے کہ وہ صوبے میں شامل ہوں۔ دوسری طرف جب صوبائی کا ایک ممبر یہ کہتا ہے کہ ایف سی آر جو انگریزوں کا بنایا ہوا 1901 کا قانون ہے جس میں پولیٹیکل ایجنٹ آخری اتھارٹی ہے، جس میں کسی ادارے کو' ہائی کورٹ کو' سپریم کورٹ کو مداخلت کی اجازت نہیں ہے۔ یہ ان کے حقوق کی بات ہے اور ان کے نمائندے کہتے رہے ہیں کہ ایف سی آر کے تحت ان کو کم از کم اپیل کا حق تو ہو ان کو تو اپیل کا حق بھی نہیں ہے۔ ان کی کوئی اپیل کوئی نگرانی کوئی نظر ثانی نہیں ہے ۔ ہم نے یہ کہا تھا کہ یہ بیٹھیں' ان کے مشیران بیٹھیں اور یہ فیصلہ کریں کہ یہ ایف سی آر کے قانون میں کیا ترمیم چاہتے ہیں۔ ہم ان کا اسٹیٹس آزاد قبائل چاہتے ہیں۔ میں اے این پی کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل کی حیثیت سے کہتا ہوں کہ اے این پی آزاد قبائل میں مداخلت نہ کرتی ہے نہ کرے گی۔ ہم ان کی اس حیثیت کو مانتے ہیں کہ یہ آزاد قبائل ہیں اور جو قرار داد پاس ہوئی ہے اس قرار داد کو مداخلت نہ کہا جائے۔ اس میں صرف یہ کہا گیا ہے کہ ایف سی آر جو 1901 کا قانون ہے اس کو انہوں نے بھی کبھی قبول نہیں کیا۔ وہ ان کی آزادی پر قدغن ہے۔ وہ ان کی آزادی پر پابندی ہے یہ خود سوچیں کہ ایف سی آر کے قانون کو یہ پسند کرتے ہیں ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ شکریہ جی حاجی دلاور خان صاحب ۔

حاجی دلاور خان ۔ شکریہ جناب حاجی عبدالرحمان صاحب نے جو بات کی تھی اس کے جواب میں قاضی صاحب نے کہا ہے کہ جناب ہم مداخلت نہیں کر رہے ہیں۔ ہم اس سے خوش ہو گئے لیکن واقعی سیاست ہمارے فاٹا میں ہے ہی نہیں اور نہ ہم کر رہے ہیں۔ ہم آزاد ہیں انگریزوں کے زمانے سے انشاء اللہ آزاد رہیں گے۔ یہ ایف سی آر ایسا قانون ہے جو کہ قبائل کے ساتھ وابستہ ہے اور ہم اس پر خوش ہیں۔ ابھی الحمدو للہ اس میں ہم ایک ترمیم چاہتے ہیں اور صرف اپیل کا حق چاہتے ہیں ایف سی آر میں اور کچھ نہیں چاہتے ہیں۔ اس لئے الحمدوللہ اب تک تمام پاکستان کی اور ہمارے قبائل کی حالت دیکھیں۔ ہم اللہ کے فضل سے بغیر بندوق اور بغیر لاٹھی پھر رہے ہیں۔ تمام قبائل میں رات اور دن ہمیں کوئی تکلیف نہیں ہے، مگر ہم کہتے ہیں کہ ہم سیاست نہیں کرتے ہیں، نہ سیاست چاہتے ہیں، نہ ہم صوبے کے ساتھ شامل ہوتے ہیں اور صوبے کے ساتھ ہمیں شامل کرنا بھی نہیں چاہیے، ہمیں کچھ نہیں چاہیے، ہمیں کونسل چاہیے اپنے قبائلی علاقہ جات میں، کونسل ایم پی اے نہیں، اس لئے جس طرح شمالی علاقہ جات کے لئے کیا گیا ہے ہم لوگوں نے کبھی یہ خواہش نہیں کی ہے کہ ہم صوبے کے ساتھ شامل ہو جائیں یا ہماری ایف سی آر ختم ہو جائے، نہیں اس لئے ہم اپنا دستور خود سمجھتے ہیں اور جانتے ہیں۔ ہم تمام پارٹیوں سے اپیل کرتے ہیں کہ قبائل ہر وقت حکومت کے ساتھ ہیں اور شانہ بشانہ ہیں لیکن ہمیں چھیڑیں مت۔ ہم اسی حالت میں ٹھیک ہیں جس حالت میں ہم ہیں۔ اللہ کے فضل سے وہاں سکون ہے وہاں آرام ہے، ہمیں کوئی تکلیف نہیں ہے۔ پولیٹیکل ایجنٹ یا کمشنر کے ساتھ ہمارا معاملہ ٹھیک چل رہا ہے۔ ایف سی آر کوئی ایسا قانون نہیں ہے جو ہمیں بے قصور گرفتار کر رہا ہے۔ مگر جو گناہ ہو، کوئی چوری کرے، ڈاکہ ڈالے ہم کہتے ہیں کہ اس کو شوٹ کرنا چاہیے سزا تو ہونی چاہیے۔ لہذا ہم اپیل کرتے ہیں کہ ہماری قبائلی روایتوں میں مداخلت نہیں کرنی چاہیے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ جناب محمد زاہد خان۔

جناب محمد زاہد خان۔ جناب چیئرمین صاحب۔ آپ کا شکریہ۔ یہ جو ہمارے آزاد قبائلی ساتھی ہیں ۔ ہم ان کا احترام کرتے ہیں لیکن جب وہاں پر ایسے مسائل پیش آ جائیں کہ جس سے اس صوبائی حکومت یا اس صوبائی اسمبلی کا تعلق ہو تو وہ پھر کیسے خاموش رہ سکتے ہیں ۔ اب انہی دنوں میں ہمارے ایک معزز صوبائی اسمبلی کے رکن گیان سنگھ کو اغوا کیا گیا اور وہ قبائلی علاقے

میں تھا ۔ اب وہاں پر صوبائی حکومت اور صوبائی اسمبلی مجبور تھی کہ وہ کیسے رجوع کریں کہ وہ اپنے ہاؤس کے ممبر کو وہاں سے لائیں ۔ اس لئے یہ مداخلت کی کوئی بات کی گئی ہے تو وہ اس سلسلے میں کی گئی ہے کہ وہاں سے اپنے ممبر کو لایا جائے۔ گورنر کے ہاں اور صوبائی اسمبلی میں بھی جو قراردادیں پاس کی گئی ہیں ۔ اس کی صرف یہی وجہ تھی ، اور کوئی مداخلت کی وجہ نہیں تھی ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ جناب والا! اب آپ اپنی بات مختصر کہیں ۔ میرے خیال میں جو پوائنٹ آف ویو تھا آپ کی طرف سے ، وہ سامنے آ چکا ہے ۔ جی گل آفریدی صاحب۔

حاجی گل آفریدی ۔ جناب والا! میں اپنی بات مختصر کروں گا ۔ جناب چیئرمین صاحب! یہ بہت اہم موضوع ہے ۔ بات یہ ہے کہ قبائل اب ساٹھ لاکھ سے بڑھ کر ایک کروڑ ہو گئے ہیں ۔ ابھی ننانوے لاکھ اور ننانوے ہزار قبائل میں یہ غم اور غصہ کی لہر ہے۔ کل بھی خیبر ایجنسی میں جلسہ ہوا ، اسی بات پر ہمارے درہ آدم خیل میں جلسہ ہوا ۔ میں کہتا ہوں کہ بیگم نسیم ولی خان کا ناماخباروں میں ہے ، جو ان کی لیڈر ہیں۔ ہم ان سب کا احترام کرتے ہیں ۔ یہ ہمارے دوست ہیں ۔ انکا نام آیا ہے کہ قبائیوں کو settled area میں شامل کردیں ، بندوبستی علاقے میں شامل کر دیں ۔ ہم کہتے ہیں کیوں ، ہم یہاں نمائندے موجود ہیں ، ان کے نمائندے موجود ہیں ، اگر ان کو کوئی تکلیف ہو تو یہ یہاں سینٹ اور قومی اسمبلی میں بولا کریں ۔ صوبائی اسمبلی میں ہماری کوئی نمائندگی نہیں ہے۔ ہم ایسی نمائندگی نہیں چاہتے ۔ جیسا ہمارے قاضی محمد انور صاحب نے بولا ہے کہ یہ صوبائی سیٹ چاہتے ہیں ۔ ہم صوبائی سیٹ اس طرح سے نہیں چاہتے ہیں کہ ہمیں ضم کر دیں۔ ہم اس طرح چاہتے ہیں کہ جو ہمارا قانون ہے ، جو ہمارا رواج ہے ، جو ہمارا قبائلی رسم و رواج ہے ، اس کو اپنے حال پر چھوڑ کر ہمیں صوبائی سیٹ دیں ، اگر اس طرح نہیں دیتے تو ہمیں نہیں چاہیے ۔ دوسری بات یہ ہے کہ زاہد بھائی نے گیان سنگھ کی بات کی ہے تو میں زاہد بھائی کو اس بات کا جواب دیتا ہوں کہ وہ settled area میں تھا ۔ قبائیوں کے متعلق بات کرتے ہیں کہ قبائل نے اغوا کیا ہے ۔ وہ بالکل جھوٹ اور دھوکہ تھا ۔ آپ مجھے یہ بتائیں کہ وہ settled area سے مل گیا ہے ۔ آپ مجھے یہ بتائیں کہ کس نے پیسے دیئے ، ان کا کس کے ساتھ کاروبار تھا ، وہ گاڑیوں کا کاروبار کرتا تھا ، وہ خود ایسا بندہ تھا کہ جس کے متعلق اور لوگ سمجھتے ہیں ۔ بات یہ ہے کہ گیان سنگھ قبائلی علاقے سے نہیں ملا ، وہ settled area سے ملا ہے ۔ اس کا ہمیں کیا جرمانہ دیں گے۔

جناب چیئرمین صاحب! آپ کی وساطت سےمیری دوسری بات یہ ہے کہ اس بات سے قبائلیوں میں اتنا غم اور غصہ ہے کہ اگر یہ بات انہوں نے واپس نہ لی تو ہمارے قبائل میں حالات بگڑ جائیں گے ۔ خدا خیر کرے کہ آپس میں صوبائی اسمبلی یا صوبے کے ساتھ کوئی گڑبڑ نہ ہو جائے۔ جناب چیئرمین صاحب ! میں یہ کہتا ہوں کہ ہم پختونخواہ کے متعلق بات کرتے ہیں۔ پختونخواہ کو انہوں نے مانا ہے، ہم نے نہیں مانا ۔ آپ بھی اسی پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں۔ پختونخواہ کی ہم یہاں بھی بات کریں گے ۔ اگر ہماری مرضی نہیں ہو گی تو حکومت ہم پر کوئی زبردستی نہیں کر سکتی ۔ ہم پختونخواہ کو نہیں مانتے ہیں ، ہم ایسا نام مانتے ہیں جو سارے پاکستان کے لئے قبول ہو ، صرف صوبہ سرحد کے لئے نہ ہو ۔ صوبہ سرحد کے لئے پختونستان ہونا چاہیے ، قبائلستان ہونا چاہیے ۔ کوئی اور نام تجویز کر لیں لیکن اس نام سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے ۔بات اسی چیز سے شروع ہو گئی ہے ۔قبائل بالکل بندوبستی علاقے میں نہیں ہوں گے ۔ ہم آزاد ہوں گے ۔ہمارا ملک پاکستان ہے ۔ نواز شریف کی حکومت ہے ۔ نواز شریف ہمارا ساتھ دے گا۔ہم نے اس کا ساتھ دیا ہے۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ حاجی گل آفریدی صاحب ۔ آپ کا یہ پوائنٹ رجسٹر ہو گیا ہے ۔ برائے مہربانی آپ سب بیٹھ جائیں ۔ جی لیڈر آف دی ہاؤس بولنا چاہتے ہیں ۔ جی راجہ محمد ظفر الحق صاحب۔

راجہ محمد ظفر الحق ۔ جناب چیئرمین صاحب! سینیٹر حاجی عبدالرحمٰن صاحب نے نکتہ اٹھایا تھا۔ جس کے بارے میں قاضی محمد انور صاحب نے وضاحت کر دی تھی ۔ پوائنٹ آف آرڈر کے اوپر یہی ہوتا ہے کہ ہاؤس کی ایک جانب توجہ دلائی جاتی ہے اور یہ معاملہ جہاں پہنچانا مقصود ہوتا ہے، وہاں پہنچ جاتا ہے ۔ اس معاملے کو بھی بیٹھ کر بڑی خوش اسلوبی سے طے کیا جا سکتا ہے کیونکہ ہاؤس میں اگر بحث ہو تو اس کے لئے طریقہ کار اور ہوتا ہے۔ لہذا اس پر کافی بات ہو چکی ہے ۔مزید اگر بات چیت کرنی ہو گی تو وہ دوبارہ کی جا سکتی ہے لیکن کسی طریقے سے۔ لہذا میں یہ گزارش کروں گا کہ اب ایجنڈے کے مطابق معاملہ آگے بڑھنا چاہیے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ جی قاسم شاہ صاحب آپ مختصراً فرمائیں۔ پھر زرداری

صاحب بولیں گے ۔ He has come into the House just freshly. So, we will give him a chance to speak.

سید قاسم شاہ۔ شکریہ جناب چیئرمین! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں اس ہاؤس میں بہت کم بولنے والا آدمی ہوں ۔ میں ANP کے قائدین اور جو ممبر صاحبان ہیں ان کی بڑی قدر کرتا ہوں۔میں اس بات کی پرزور مذمت کرتا ہوں کہ ایک صوبے کی حکومت سے قرار داد آئے اوراس کو پاکستان کے level پر اور خاص طور پر ایوان بالا میں ---- یہ صوبہ پختونخواہ اور ایسے learned member قاضی انور کے منہ سے یہ بات کہ اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ 1990ء میں میں صوبے کا ممبر تھا اور یہ پختونستان اور پختونخواہ کی بات ہوئی تھی اور وہاں صرف 20 ووٹ آئے تھے ۔ ----

(مداخلت)

سید قاسم شاہ۔ نہیں راجہ صاحب میری بات سنیں۔جناب چیئرمین ! ہم حق رکھتے ہیں کہ ہم بات کریں۔میں point of order پر کھڑا ہوں اور میں پرزور مذمت کرتا ہوں کہ پختونخواہ کا نام جب تک قومی اسمبلی یا سینٹ سے پاس نہ ہو ' یہ نہ لیا جائے۔ میں بڑی سختی کے ساتھ کہتا ہوں کہ پختونخواہ کے اس لفظ کو expunge کیا جائے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ آپ کا point of view سامنے آ گیا ہے ۔ بس آپ تشریف رکھیں۔ جناب اجمل خٹک صاحب۔

جناب محمد اجمل خان خٹک۔ جناب چیئرمین! یہ جو عبدالرحمان صاحب نے یہاں پر بات کہی ہے ' میں نہ صرف اپنی پارٹی کی طرف سے بلکہ اپنی تاریخ کی آواز کے طور پر اس کی تائید کرتا ہوں۔ آج اس ہاؤس میں یہ بات اٹھائی گئی۔ مگر ہم اور میری پارٹی جب بھی آزاد قبائل اور پورے علاقے کے بارےمیں کسی فورم پر بات آ تی ہے تو ہم یہ کہتے ہیں کہ آزاد قبائل مفتوحہ علاقہ نہیں ہیں۔ قبائل کے بزرگوں نے ' جرگے نے اس وقت کی برطانوی حکومت کے ساتھ بھی ایک معاہدہ کیا تھا۔ پھر آزادی کے بعد قائد اعظم کے ساتھ بھی بیٹھ کر انہوں نے ایک معاہدہ کیا۔ اس کے بعد بھی ان معاہدوں کی تجدید ہوتی رہی ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ کسی کو یہ حق نہیں اور آج تک یہ فیصلہ کسی فورم پر نہیں ہوا ' نہ آئینی' نہ قانونی اور نہ ہمارے بھائی چارے

پختون ولی کی بنیاد پر کہ ہم قبائل میں مداخلت کریں گے۔سوال مداخلت کا اٹھتا ہے میں اس کو نہیں چھیڑتا ۔ لیکن صرف یہ کہنے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا ہوں کہ ہمارے قبائل کے ممبر ساتھی اور دوسرے قبائلی بزرگ اس معاملے کو ہماری طرف سے اس طرح سمجھیں کہ جس طرح میں پیش کر رہا ہوں یا جس طرح قاضی صاحب نے پیش کیا ۔ ہم کبھی بھی ان کے اس حق کو جو کہ ان کا ہے تاریخی ، روایتی طور پر اور جس کو ہم مان چکے ہیں ، ابھی ابھی ہمارا تمام قبائلی بھائیوں کے ساتھ جو ہمارے ساتھ اتفاق رکھتے تھے ، ان کے ساتھ ایک بڑا جرگہ ہوا ۔ اس میں میری تقریر موجود ہے ، سب کی تقریریں موجود ہیں۔ اس میں ہم نے کہا کہ ہم قبائل کے اندر قبائل کی مرضی کے خلاف مداخلت تو کیا کوئی کام نہیں کر سکتے۔ ہم قبائل کا اختیار قبائل کے روایتی تاریخی جرگے کو دیتے ہیں ، اس لئے ہم فاٹا نہیں مانتے چونکہ جرگے نے فاٹا نہیں مانا۔اس لئے ہم دوسری چیزیں نہیں مانتے کہ وہ جرگے نے نہیں مانیں۔ وہ جرگہ بحمدللہ موجود ہے، اس میں ہمارے نئے دوست بھی آ گئے ہیں ، وہ بھی موجود ہیں، سب کی قربانیاں ہیں، سب کا علاقہ ہے،سب کے بچے وہاں رہتے ہیں ، سب کا مستقبل اس سے وابستہ ہے ۔ تو ہم کہتے ہیں کہ جب تک قبائل نے آپس میں ، جس طرح وہ چاہیں، کوئی فیصلہ نہیں کیا ہم اس میں کسی قسم کی مداخلت کے حق میں نہیں ہیں۔

دوسرا مسئلہ جو ہمارے ہزارہ کے بھائی نے اٹھایا ، یہ یہاں کا مسئلہ نہیں ہے ۔ ہمیں افسوس ہے کہ اس مسئلے پر بہت زیادہ تیزی عمل میں آ رہی ہے جس سے تلخی پیدا ہو رہی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اپنے صوبے کے لئے بھی ، ملک کے لئے بھی اور ہمارا جو تعاون ہے اس کے لئے بھی تلخیاں نہیں ہونی چاہیئں۔ہم اپنی قیادت کے ساتھ بات کر چکے ہیں، اپنی تنظیم کے ساتھ بات کر چکے ہیں اور کریں گے۔ ہم کبھی بھی اس مسئلے کو تلخی کی طرف لے جانے کے حق میں نہیں ہیں۔ ہم اس کو جس خوشگوار ماحول میں آگے بڑھا رہے ہیں وہی خوشگوار ماحول پیدا کرنے کی کوشش کریں گے۔صوبے میں بھی، علاقوں میں بھی ، اضلاع کے ساتھ بھی اور ملک کے ساتھ بھی ہم اس میں تلخی پیدا کرنے کی کوشش نہیں کریں گے ۔ یہ آج کا اجلاس اس کے لئے نہیں تھا اور یہ اس کے لئے نہیں ہے جیسے کہا گیا کہ اگر کوئی اس مسئلے پر ہم سے گفتگو کرنا چاہے، ہمارے بھائی ہیں ۔ ہم ان تمام سخت الفاظ کا جس طرف سے بھی کہے گئے ہیں کہ نکالے جائیں ، یہ ہے، وہ ہے، ہم سب کی تائید نہیں کرتے ۔ ہم کہتے ہیں سب ہمارے بھائی ہیں ، جس طرح ایک نے قربانی دی ہے اسی طرح دوسرے نے دی۔ سب بھائیوں نے مل کر اس ملک کو رکھا ہے،

صوبے کو رکھا ہے ، اپنی روایات کو رکھا ہے، اپنی آزادی کو رکھا ہے ۔ میں تاریخ میں نہیں جانا چاہتا ورنہ کوہ سیاہ کی قربانیاں اور اس علاقے میں آزادی کے لئے قربانیاں ، اسلام اور پشتو کے لئے قربانیاں کون بھول سکتا ہے ۔ اس لئے بہتر یہ ہو گا کہ یہ ہمارا اپنا مسئلہ ہے اس کو آپس میں بیٹھ کر خوشگوار فضا میں حل کریں ، تلخیاں نہ بڑھائیں ، کسی جگہ بھی ان کو بڑھنے نہ دیں۔ مجھے یقین ہے کہ جتنے ساتھی یہاں تشریف فرما ہیں وہ ملک کی خاطر ، علاقے کی خاطر ، سب کی خاطر میری ان باتوں کی تائید کریں گے اور اس کو مزید نہیں بڑھائیں گے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ شکریہ ۔جی جاوید اقبال عباسی صاحب۔

حاجی جاوید اقبال عباسی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب چیئرمین ! شکریہ ۔ سب سے پہلے میں جناب اجمل خٹک صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ جو انہوں نے الفاظ کہےاور اپنے قائد میاں محمد نواز شریف صاحب کی دانشمندی اورعقلمندی کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ جو اپنی حلیف جماعتوں کو ساتھ لے کر چل رہے ہیں ۔ پاکستان بنے پچاس سال ہوئے اور ایسے لوگ بھی ہمارے ساتھ چل رہے ہیں جو اس وقت پاکستان کے حق میں نہیں تھے۔ لیکن یہ کہیں جیسے اجمل خٹک صاحب کہتے ہیں کہ یہ گھر کے معاملات ہیں ہم ان کی بات کو مانتے ہیں، بیٹھ کر افہام وتفہیم سے اور جو بڑوں کا فیصلہ ہو اس پر ہمیں چلنا چاہیے لیکن یہ جو اخباری بیانات آرہے ہیں ہزارہ کی بات یہاں پر نہیں ہے یہ پورے پاکستان کا مسئلہ ہے۔یہاں پر این ڈبلیو ایف پی کا مسئلہ ہے۔ اگر صوبے کا نام بدلنا ہے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے ہزارہ والوں کو بھی اورباقیوں کوبھی لیکن جیسا کہ اجمل خٹک صاحب نے کہا فاٹا والے بھی ہمارے بھائی ہیں ان کی آزادی میں ہم دخل اندازی نہیں کرتے ، اور ہمیشہ ان کے ساتھ انشااللہ قدم بقدم چلیں گے جس طرح کہ ہمارا قائد چلتا ہے۔ رہا مسئلہ یہاں پر کہنا ایک اخبار میں، میں نے بزرگوں کی سٹیٹمنٹ پڑھی ہے کہ ہزارہ کی دوتحصیلیں ہیں۔ یہ بات نہیں ہے۔ ہزارہ وہ ڈویژن ہے جو پہلے ضلع تھا جس نے 99% ووٹ دیکر صوبہ سرحد کو پاکستان میں شامل کرنے کے لئے اپنے خون کی ہولی کھیلی تھی۔ یہ بات نہیں ہے ہم چاہتے ہیں کہ اپنے بزرگوں ، اپنے بھائیوں اور جتنے بھی ہمارے پاکستان میں لینے والے ، لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے والے چودہ کروڑ عوام ہیں، ہمارا قائد سب کو ساتھ لے کر چلنا چاہتا ہے ۔این ڈبلیو ایف پی میں جو بھی مسئلہ ہو ہمارا وزیراعلیٰ، ہمارے وزیراعظم نیشنل عوامی

پارٹی کے قائدین یہ بیٹھ کر افہام وتفہیم سے مسئلہ حل کریں تو یہ بات بالکل درست ہے ۔بجائے ہم ترقی کی طرف اور کوئی مسئلے مسائل حل کرنے کی طرف بڑھیں اس ایک مسئلہ میں الجھ جائیں یہدرست نہیں ہے۔ یہ نہیں ہونا چاہیے ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : آپ کے قائد ایوان نے ایک بات کہی اسی کے بارے میں تو میرے خیال میں وہ قائد ہیں ایوان کے اور ہم سب کے۔

جناب جاوید اقبال عباسی : میں لیٹ آیا ہوں' آصف زرداری صاحب نے اوتھ لیا ہے میں ان کو بھی مبارک باد دینا چاہتا ہوں کیونکہ وہ یہاں پر آئیں ہے اس لئے ۔ بہت بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : وہ آپ کی مبارک قبول کرتے ہیں۔ شاہ صاحب آپ کے ساتھی بول چکے ہیں صرف آپ اپنی رائے دیں اور تقریر زیادہ مت کریں۔

حاجی محمد شاہ آفریدی : جناب چیئرمین صاحب میں یہ عوام کو بتانا چاہتا ہوں کہ جس طرح ہمارے معزز سینیٹر نے کہا کہ قبائیلیوں نے ہمارے ایم پی اے کو اغوا کیا تھا۔ کل بہت بڑے اجتماع میں قبائلی آٹھ ایجنسیوں کے سربراہ موجود تھے اور وہاں پر ہم نے اتفاق کیا کہ اگر کوئی بھی قبائلی ایم پی اے کے معاملے میں ملوث ہو تو اس کا اگر کسی کے پاس ثبوت ہو تو ایک کروڑ روپیہ انعام دیا جائے گا۔ میں ابھی طاہر صاحب کو ایک کروڑ روپیہ انعام کے طور پر دوں گا اگر وہ نام بتائیں اور ثبوت مہیا کریں۔

Mr. Presiding Officer:Now I give the floor to Mr. Asif Ali Zardari.

Mr. Asif Ali Zardari: Thank you Mr. Chairman. Mr. Chairman, I would like to start with thanking this august House as members of this august House who accross the board have supported or spoken against my incarceration and right for me to come and delight them with my voice. Basically Mr. Chairman, I speak to you today still in chains, carrying the yoke of the party, of the Ihtesab, of the murder trials, I spoke last time when I was in prison and I came to the National Assembly and said ....

کہ 302 جس پر لگتی ہے وہ درخت بھی سوکھ جاتا ہے۔ کچھ اللہ کا کرم ہے کچھ دوستوں کی مہربانیاں ہیں کچھ دشمنوں کی دعائیں ہیں کہ جب بھی میں جیل جاتا ہوں کہ کوئی نہ کوئی الٹا ہی مقدمہ بنتا ہے۔ شاید پورے پاکستان میں ایک ہی آصف زرداری ہے جو خونی ہے۔ شاید پورے پاکستان میں ایک ہی آصف زرداری ہے جس نے کوئی بدکرداری کی ہے۔ اس پر احتساب کی تلوار ہے اس پر احتساب ہونا چاہیے۔ جناب چیئرمین نو مہینے ' میں اپنی جیل میں روز اخباریں پڑھتا ہوں روز ان کی طرف سے ایک بیان آتا ہے سستا اور جلد انصاف ۔ حالت تو یہ ہے کہ نو مہینے لگے ہیں مجھے کورٹ جسٹس لینے میں صرف بات کرنے کی ' زبان میری کو ' زبان بندی کو کھولنے کے لئے جو میری زبان پر انہوں نے تالا لگایا ہوا ہے۔ solitary confinement میں مجھے بٹھایا ہوا ہے۔

یہ جو اپنے آپ کو judicious کہتے ہیں ' جو اپنے آپ کو انصاف پسند کہتے ہیں جو غریب کی دہلیز پر ان کو انصاف پہنچائیں گے ان کے گھر پر' روزانہ ٹی وی پر دو عورتیں نظر آتی ہیں رو رہی ہیں اور کہہ رہی کہ ہمیں پولیس تنگ کر رہی ہے۔ یہ انصاف اگر آصف زرداری کو' لیڈر آف دی اپوزیشن کے میاں کو اگر یہ انصاف نہیں دلوا سکے اور نو مہینے لگے خود لڑ لڑ کے رو رو کے کوئی وہاں پہنچا تو یہ کیا دنیا کو انصاف دیں گے۔ کیا کریں گے دوسرے کے ساتھ مجھے یہ جتایا جائے۔ دوسرا جناب چیئرمین میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ان چودہ مہینوں میں مجھ پر بہت کٹھن گزری اور میں کہوں گا کہ اگر کٹھن بھی گزری تو اللہ اسی کو دیتا ہے ' اسی پر وزن رکھتا ہے جو وزن اٹھا سکتا ہے۔ مجھ میں یہ ہمت ہے' میرے کندھوں میں یہ ہمت ہے کہ اس کے علاوہ اگر اور بھی وزن لاد دیا جائے تو میں اٹھا سکتا ہوں۔ اس کا مجھے نہ کبھی پہلے خوف تھا نہ اب خوف ہے۔ مگر میں ان دوستوں کو صرف یہ بتانا چاہوں گا ' میں صرف یہ کہنا چاہوں گا کہ اتنی کرو کہ جتنی خود بھی سنبھال سکو۔

جب بھی ان کے ساتھ ہونے لگی ہے تو انہوں نے کورٹوں کے دروازے توڑے ہیں ۔ انہوں نے قانون کے دروازوں کو بیٹھنے نہیں دیا۔ انہوں نے کورٹوں پر جا کر حملے کروائے ہیں ۔ انہوں نے کیا نہیں کیا ہے ۔ sheer strength پر sheer street power پر جو ان کی developed ہے' جو ان کی usurped ہے' جو انہوں نے خریدی ہے۔ یہ popularity کو بھی خریدنا چاہ رہے ہیں۔ یہ popularity کو بھی سمجھتے ہیں کہ یہ بھی ایک سوداگری ہے یہ بھی ایک بزنس مین کا ڈرامہ ہے کہ وہ پورے پاکستان کو اتفاق پاکستان بنانا چاہتے ہیں۔ آج تو پتہ نہیں پختونخواہ

پر بات ہو رہی ہے میں اس پر بات نہیں کروں گا' میں جب یہاں بیٹھ کر سن کر' بزرگوں سے سمجھ کر اس کے بعد اس کے اوپر اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہوں گا میں صرف اپنے آپ کو confine کروں گا کہ نو مہینوں میں جو کہ سپریم کورٹ نے بھی ان --------- یہ صرف نہیں کہ اس کو ہائی کورٹ میں لڑتے رہیں یہ کافی نہیں ہے کہ آصف زرداری کو اکیلا رکھا جائے' یہ کافی نہیں ہے کہ اس کو solitary confinement میں رکھا جائے یہ کافی نہیں ہے کہ اس پر چار چار قتل کے کیس بھی ڈالے جائیں اور اپنے بہنوئی کا خون ڈالا جائے ۔ میں اس دن کا انتظار کر رہا ہوں کہ نواز شریف کے کسی خاندان والے کو مارا جائے اس کے بھائی کو جیل میں ڈالا جائے' اس کے باپ کو جیل میں ڈالا جائے اور آصف زرداری کو چیف منسٹر پنجاب بنایا جائے اور پھر کہا جائے کہ آؤ الیکشن لڑو میں دیکھتا ہوں کہ ان میں کتنی ہمت ہے کہ وہ اس حالت میں الیکشن لڑتے ہیں۔ ہم نے ان حالات میں الیکشن لڑا ہے۔ ہم نے ان حالات میں الیکشن لڑا ہے کہ مجھے usurp کر کے رات کو اٹھا دیا گیا usurp کر کے لایا جائے۔ kidnap کر کے مجھے اسلام آباد میں رکھا گیا۔ اس کے بعد مجھے prevention and detentation ordinance میں مجھے یہاں سے اٹھا کے لانڈھی جیل میں مہمان خاص بنایا گیا۔ اس کے بعد ایک مہینے کے بعد جب مجھے کورٹ نے ریلیف دیا تو انہوں نے مجھ پر قتل کا کیس بنا دیا۔ اب اس حالات میں' میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اتنا انہوں نے شور کا بازار گرم کیا ہوا ہے اس کے باوجود مجھے ہائی کورٹ انصاف دیتی ہے ' ہائی کورٹ کے چار ممبرز انصاف مجھے دیتے ہیں نو مہینے کے بعد جو میں لیتا ہوں اس کے بعد سپریم کورٹ میں اس کے خلاف اپیل جاتی ہے - stay order لینا چاہتے ہیں کہ نہیں آصف زرداری کو نہیں لانا ہے۔

ایک مسکین اور ان کی اتنی جعلی مینڈیٹ کی طاقت۔ اس مسکین سے کیا خوف اور وہ بھی کرے گا کیا یہاں پر آکر ۔ میں کیا اعتزاز احسن ہوں' یا میں کون سا خٹک صاحب ہوں کہ یہاں پر آکر اتنی اچھی تقریر کر جاؤں گا کہ پاکستان کی عوام میرے ساتھ ہو جائے گی۔ یہ تو کوئی بات نہیں ہے۔ صرف ان کو شاید میرے good look سے نفرت ہے' شاید میری شکل ان کو پسند نہیں ہے۔ اب اس کے بارے میں تو میں کچھ نہیں کرسکتا پلاسٹک سرجری بھی شکل میری بدل نہیں سکتی۔ بہرحال میں جس بات پر آرہا تھا اس کے بعد سپریم کورٹ نے اپنے dissenting note میں ان کی بات reject کرتے ہوئے کہا ہے کہ اگر آصف زرداری بری ہوگیا تو اس ٹائم

کا کیا ہوگا جو ٹائم ضائع ہو چکا ہے۔ آج میں ان سے پوچھتا ہوں کہ اس وقت کا کیا ہوگا۔ کیا ہوگا ۔ میری constituencies کا کیا ہوگا ان ایم پی اے کے حقوق کا' کیا ہوگا اس عوام کے رائٹ کا کہ نو مہینے تک میں ان کو represent کر نہیں سکا۔ جناب چیئرمین میں صرف دوستوں کو' بزرگوں کو اور اس عوام کو جو سننا چاہتی ہے۔ ان کو میں بتانا چاہتا ہوں یہ ایک واقعہ سچا ہے جھوٹا نہیں ہے۔ جس طرح مجھے لا کر لے جایا گیا اور جیسے ہی میں لانڈھی جیل پہنچا تو ایک پولیس والا مجھے کہتا ہے کہ آئیے آئیے زرداری صاحب اور فیڈریشن کو ووٹ دیجیئے اور فیڈریشنوں کو ووٹ دیجیئے ایسا ہی ہوگا۔ اس کی تہہ میں نہیں جانا چاہتا۔ یہ ایسی چیز ہے جس کی آگ میں بھڑکانا نہیں چاہتا ۔اس لیے کہ مجھے پتہ ہے کہ ہمارے بزرگوں نے قربانیاں دی ہیں اس ملک کے لیے ۔ مجھے پتہ ہے کہ عوام نے قربانیاں دی ہیں اس ملک کے لیے اور مجھے پتہ ہے کہ میں خود اپنی پارٹی سمیت اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہانے کے لیے تیار ہوں ۔ اس وقت ملک پر کوئی آنچ نہ آئے ' آنچ نہ آئے ۔چاہے وہ کسی دولت مند سرمایہ دار کی آنچ ہو ۔ یا وہ پھر کسی دولت مند کسی باہر سے attack کرنے والے کسی دشمن کی نظر ہو یا کوئی اندر سے کسی کی نظر ہو اس ملک کو توڑنے کے لیے تو انشا اللہ ہم سب اس ملک کو defend کرنے کے لیے اور وہ میں نے آپ کے سامنے oath لیا ہے اور اس حلف پر میں قائم ہوں ۔ مگر میں ان سے پھر بھی پوچھنا چاہتا ہوں کہ مجاہدحسین آتے ہیں ۔ ایک ceremony ہو رہی ہے ۔ جیل میں وہاں آ کے وہ کہتے ہیں کہ آصف زرداری کو پانچ سال رہنا پڑے گا ۔ میرے بھائی مجھے بتا سکتے ہیں کہ انھوں نے کون سی ایسی پڑیا نکالی ہے جو میں اپنے وکیلوں کو بھی کھلا دوں ۔ اس لیے کہ میرے وکیلوں کو کوئی پڑیا نہیں آتی ۔ شاید ان کو پتہ ہو کہ وہ پڑیا کون سی ہے جو ان کو پہلے سے پتہ ہے کہ مجھے سزائیں لگیں گی ۔ کیا یہ بھول گئے ہیں کہ میں نے تین سال پہلے بھی جیلوں میں گزارے ہیں اور ہر کیس میرا ان تین سالوں میں اس پوائنٹ پر ختم ہوا ہے کہ یہ کیس بنتا ہی نہیں تھا ۔ اسے 249 کہتے ہیں اعتراز ۔ 249 اے میں ہر کیس میرا ختم ہوا کہ یہ کیس بنتا ہیں نہیں تھا ۔ انشا اللہ مجھے امید ہے ۔ مجھے اپنے رب پر اعتماد ہے کہ اس دفعہ بھی یہی ہو گا۔ میں ان کے سب کیسز وہاں جیل میں بیٹھ کر لڑوں گا ۔ میں اپنی جنگ ' چاہے میری طبیعت ٹھیک ہو یا خراب ہو' میں بستر مرگ پر کیوں نہ ہوں ان کی جیل میں جہاں ہوں ۔ میں ان کا وہاں سے بھی مقابلہ کروں گا۔

مگر چلتے چلتے میں یہ بھی کہتا چلوں کہ مینڈیٹ popularity یہ اللہ کی دین ہے ۔انہوں

نے جو شارٹ ٹرم نکالی ہے اور بیک ڈور طریقہ نکالا ہے popularity کو usurp کرنے کا یہ چلنے والا نہیں ہے۔ مگر کم سے کم اس ایکٹ میں اگر یہ سٹیج ہے اور یہ ایکٹنگ ہو رہی ہے اور یہ ٹریلر چل رہا ہے ۔ اس ٹریلر میں بھی ملک کے فائدے میں تو decisions دیں۔ یہ کیا بات ہے کہ ان کا ہر decision ان کی popularity ہو رہی ہے۔ یہ کیا بات ہے کہ census نہیں ہوں گے لیکن الیکشن ہوں گے ۔ census ایک مشکل decision ہے میں مانتا ہوں مگر ان کے حساب سے اگر یہ accept کرتے ہیں کہ یہ popular ہیں تو اتنی popularity والی پارٹی کو کیا خوف ہے ۔ان کو کیا خوف ہے census کرانے میں۔ ان کو کیا خوف ہے difficult decisions لینے میں۔ ہم نے difficult decisions لیے ۔ کراچی کا کوئی آسان decision نہیں تھا ۔ کراچی میں ہماری مائیں بہنیں بھی تھیں ۔ کراچی ہمارا شہر بھی ہے ۔ کسی کے بچے کو مرتے ہوئے، کسی کی ماں کو مرتے ہوئے، کسی کے باپ کو مرتے ہوئے دیکھنے سے ہمارا دل بھی دکھتا ہے اور ہم نے difficult decisionsلیے ، کس لیے؟ اس لیے کہ پاکستان بچانا ہے ۔آج اگر یہ ان کو اپنے پاس بٹھانا چاہتے ہیں ہماری آنکھوں پہ۔ ہم تو کہتے ہیں کہ جو پاکستان کا حامی ہے وہ ہمارا دوست ہے ۔ اگر وہ پاکستان کے خلاف بات کرتے ہیں after all سندھ اسمبلی پہ سندھ چیف منسٹر کو راکٹ لانچر لگے تو تھے ۔ کوئی فرشتے تو نہیں مار گئے تھے ۔ کسی نے تو مارے تھے آج پیپلز پارٹی کا احتساب ہورہا ہے جو ہمیشہ ہوا ہے ۔ ہماری قسمت میں تو ہمیشہ احتساب لکھا ہے۔ خیر وہ احتساب ہو رہا ہے ۔ ہم تو راکٹ لانچر نہیں چلا رہے ۔ ہم نے تو armed instituency شروع نہیں کیں ۔ مگر میں ان دوستوں کو یہ ضرور کہنا چاہتا ہوں کہ پیپلز پارٹی فیڈریشن کی حامی ہے ۔ پیپلز پارٹی non violence پر یقین رکھتی ہے ۔ مگر عوام non violence پر یقین نہیں کرتا ۔ یہ نہ ہو کہ وہ وقت آئے کہ یہ سوچ رہے ہیں اور ہمارے ہاتھ سے اور سب کے ہاتھ سے اس وقت گیم نکل جائے اور کوئی اور یہ conflict اٹھا کر اور اسی sentiments جس کو آج یہ بھڑکا رہے ہیں ۔ جو your sentiments جن کو usurp کرکے ایک پاور لاہور میں ڈالی ہوئی ہے اس کے ری ایکشن پر کوئی اور لیڈر کل نہ بن جائے ۔ کوئی اور ایم کیو ایم جیسا لیڈر نہ بن جائے سندھ میں ۔ اورکسی اور صوبے میں جو باتیں چل رہی ہیں جس پر میں دکھ رہا ہوں اور مجھے خوف لگ رہا ہے ۔ ٹھیک ہے سیاسی مصلحتیں ہیں ۔ ایک دوسرے کو accommodate کیجیئے۔ مگر interest of Pakistan کو قائم رکھیئے ۔ اگر ملک ہے تو آپ بھی ہیں، میں بھی ہوں ۔ میرے بچوں نے بھی یہاں رہنا ہے ۔

after all ہم ترن تارن سے تو آئے نہیں ۔ ہم نے نیا ملک تو بنایا نہیں ۔ ہماری تو چار ہو سال پرانی پشتیں یہاں ہیں ۔ میں آپ کو ان کی قبریں دکھا سکتا ہوں اور میں نے چار سو سال بعد یہاں پر بزرگوں کو میں نے پاکستان میں دفن کیا ہے ۔ سندھ میں دفن کیا ہے ۔ میرے بچوں نے بھی مجھے یہاں پر دفن کرنا ہے۔میں زیادہ ٹائم آپ کا نہیں لوں گا ۔ اس لیے کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ اس سے پہلے کی سرکاری بنچ سے کوئی اٹھ کر آپ کو جتائے کہ پوائنٹ آف آرڈر پر کوئی اتنی دیر بات نہیں کر سکتا۔ کچھ دل کی بھڑاس میں نکالے چلتا ہوں ۔ پھر انشا اللہ زندگی رہی تو ملاقات رہے گی ۔ میں صرف یہ کہوں گا کہ اپنی قسمت پر نازاں نہ ہو ۔ کیا ہے شعر اعتراز ۔۔

ہاں　　　اے ظالمو! اپنی قسمت پر نازاں نہ ہو ۔

وقت بدلے گا اس کا ہمیں یقین ہے ۔

آخر تمہارا خدا ہے ہمارا نہیں ۔

Mr. Presiding Officer: Thank you Mr. Asif Zardari. Yes Raja Zafarul Haq, Leader of the House.

راجہ محمد ظفرالحق: جناب چیئرمین ! میڈن سپیچ جب کوئی رکن پہلی بار کرتا ہے تو normally اس کے بارے میں کوئی تنقید نہیں کی جاتی اور انہوں نے کہا کہ حکومت کی طرف سے کیونکہ بہت ساری ایسی چیزیں ہوئی ہیں جن کے بارے میں شاید آپ کو بھی موقع لینا پڑے لیکن ہوتا یہ ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ میں لیڈر آف دی اپوزیشن کا میاں ہوں ، جو شخص حکومت میں بھی رہا ہو اور ان کی اہلیہ۔۔۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ آپ تشریف رکھیں ، please, listen to the Leader of the House. Please جی راجہ صاحب ۔

راجہ محمد ظفرالحق: لیکن مجھے ایک بات کا افسوس ضرور ہوا ہے ۔ خیال یہ تھا کہ انسان زندگی میں بہت کچھ سیکھتا ہے اور جو کسی کے اوپر آزمائش آتی ہے اور خدا کی طرف سے جب گرفت آتی ہے تو پھر انسان اپنے اعمال پر ذرا غور کرتا ہے ، اپنے طرز عمل پر غور کرتا ہے اور یہ سوچتا ہے کہ آخر یہ معاملات ایسے کیوں پیش آئے تو پھر وہ اپنی اصلاح کی کوشش کرتا ہے ۔

لیکن آج کی اس تقریر سے مجھے وہ کیفیت نظر نہیں آئی ۔ کہا یہ گیا کہ حکومت کی طرف سے یہ دعویٰ تھا کہ غریب کو انصاف اس کی دہلیز پر ملے گا ۔ کوشش اس حکومت کی یہی ہے کہ غریب کو انصاف اس کی دہلیز پر ہی ملے کیونکہ امیروں کو ویسے بھی مل جاتا ہے ۔ اس لئے اگر یہ غریبوں کی صف میں کھڑے ہو کر انصاف لینا چاہتے ہیں تو پھر ان کو اپنا طرز عمل دوسروں کے بارے میں بدلنا پڑے گا ۔ لیکن اب بھی ان کو یہ خیال ہے کہ سارا کچھ ہونے کے باوجود اب بھی وہ غریب ہیں تو پھر پاکستان میں کون امیر ہے ۔ ان کا طرز عمل تو یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ مجھ پر یہ مقدمات بنے ہیں لیکن جن جن مقدمات کا تذکرہ ہوا ' میں ان کے اوپر تبصرہ نہیں کرنا چاہتا کیونکہ وہ عدالت کے اندر ہیں۔ وہ pending معاملات ہیں عدالتوں کے اندر لیکن ان میں سے ہر ایک مقدمہ اس دور کا ہی ہے جب یہ خود حکمران تھے ۔ اس دور کا نہیں ہے بشمول قتل کے مقدمے کے ' وہ بھی اسی دور کا ہے جب کہ ان کی اہلیہ محترمہ وزیراعظم تھیں ۔ اس وقت کا یہ معاملہ ہے اور جو جو آدمی قتل ہوئے وہ کوئی پاکستان مسلم لیگ کے یا اے این پی کے یا آزاد قبائل کے ارکان میں سے نہیں تھے۔ یہ ان جماعتوں میں سے نہیں تھے۔ یہ وہیں کا معاملہ تھا ' وہی لوگ ہیں' وہیں سے گواہ ہیں ' وہیں سے مدعی ہیں ' سارا کچھ وہیں کا ہے۔ یہ اس وقت کی بات ہے ۔ اس لئے اگر ان سارے معاملات کے لئے اگر کوئی سوئس بنک کی بات ہوتی ہے یا کوئی اور معاملات کی یا کنٹینرز کی بات ہوتی ہے تو اس سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے ۔ یہ بعد کے معاملات نہیں ہیں ' یہ اس وقت کے معاملات ہیں ۔ اس لئے اب بھی اگر ایک آدمی کہے بجائے اس کے کہ جی اللہ تعالیٰ ہمیں معاف کرے اگر ہم سے کچھ غلطیاں ہوئی ہیں ' خدا کی ذات کے اوپر آدمی کا اگر ایمان ہے تو یقیناً" اس سے رحم کا طلبگار ہوتا ہے ' لیکن اب بھی اگر آدمی یہ کہے کہ نہیں ' اگر اس سے بھی پچاس گنا زیادہ مجھ پر کوئی چیز آ جائے ' اور مقدمات بنیں تو میرے کندھوں میں اتنی طاقت ہے میں سمجھتا ہوں کہ ان کا طرز عمل تو یہی ہے۔ میں یہ بات سن کر بھی اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا ' استغفار کرتا ہوں کہ اس قسم کا طرز انسان کو نجات کی طرف نہیں لے جاتا ' اصلاح کی طرف نہیں لے جاتا ۔ پھر یہ کہتے ہیں کہ عوام عدم تشدد پر یقین نہیں رکھتے ' میں اس کی پرزور تردید کرتا ہوں۔ پاکستان کے عوام ایک سرے سے لے کر دوسرے تک پاکستان کے اندر امن چاہتے ہیں۔ پاکستان کی خوشحالی کے لئے پاکستان کے اندر تشدد نہیں چاہتے ' ہاں کچھ لوگ ہیں جو عوام پر بھرپور تشدد کرتے رہے ہیں اور اب بھی ان کا طرز عمل اسی قسم کا

ہے۔ عوام کے اندر کوئی عدم تشدد کے خلاف نہیں ہے۔ سب امن چاہتے ہیں ' پاکستان کی خوشحالی چاہتے ہیں' پاکستان کے اندر انصاف چاہتے ہیں۔ وہ لوٹ مار کے خلاف ہیں ۔ پاکستان کے لوگ لوٹی ہوئی دولت کو واپس لانے کی خواہش رکھتے ہیں۔ پاکستان کے لوگ ایسے حکمران نہیں چاہتے جو پاکستان کو اپنی جاگیر بنا لیں' جو پاکستان کی دولت کو لوٹ کر بیرون ملک لے جائیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ ہمارے بچے بھی یہیں ہیں اور ہم بھی یہیں ہیں۔ شاید ان کے جیل میں ہونے کی وجہ سے انہیں علم نہیں ہے کہ ان کے بچے بیرون ملک داخل ہیں' وہیں تعلیم حاصل کر رہے ہیں ۔ یہاں کا کوئی بھی سکول ان کے لئے قابل قبول نہیں ہے۔ خود یہاں رہنے کے باوجود کوئی ایسا ادارہ ان کے لئے قابل قبول نہیں ہے جہاں وہ بچوں کو داخل کروا سکتے لیکن یہ ان کی مرضی ہے کہ ان کے بچے باہر پڑھیں یا یہاں پڑھیں لیکن خدا کے لئے پھر اس کا کریڈیٹ بھی لینے کی کوشش نہ کیا کریں ۔یہ کہتے ہیں کہ یہاں اگر الیکشن کروا سکتے ہیں تو مردم شماری کیوں نہیں کروا سکتے ۔ میں یہ کہتا ہوں کہ الیکشن بھی ہوں گے اور لوکل باڈیز کے الیکشن بھی ہوں گے آج تک ان کی تاریخ یہ ہے کہ جب بھی پیپلز پارٹی آئی انہوں نے لوکل باڈیز کو ختم کیا اور کبھی ان کے الیکشن نہیں ہونے دیئے ۔ لہذا الیکشن لوکل باڈیز کے بھی ہوں گے اور انشا اللہ تعالٰے مردم شماری بھی ہوگی ۔ لہذا میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر اللہ تعالٰے نے انہیں یہ موقع دیا ہے کہ وہ سینیٹ کے اندر' آج انہوں نے حلف بھی اٹھایا ہے اور اس کی پروسیڈنگز میں حصہ بھی لے رہے ہیں تو اس کے ساتھ ساتھ انہیں یہ خیال بھی رکھنا چاہئیے کہ ان کے طرز عمل کی وجہ سے پھر پورے پاکستان پر اس کے اثرات بھی مرتب ہوتے ہیں اپنی ذات نہ سہی ' پورے ملک کے لئے اس بات کا احساس ان کے سامنے ضرور رہنا چاہئیے۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔چوہدری اعتزاز احسن۔

چوہدری اعتزاز احسن۔ میں کوئی بات کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا لیکن مجھے بڑی حیرت ہوئی ہے کہ راجہ صاحب جو کہ لیڈر آف دی ہاؤس ہیں' جن کا ہم ہر وقت احترام کرتے ہیں وہ اس قدر مشتعل اور پریشان ہو گئے ہیں۔ وہ بڑی calculated بات کرتے ہیں اور بالکل نہیں جھنجھلاتے اور آج بھی انہوں نے بات نپی تلی کی لیکن وہ باتیں کیں جو کرنے والی نہیں تھیں۔ یہ ایک maiden speech تھی' ایک ایسے سینیٹر کی جو 9 مہینے راجہ صاحب کی حکومت کی قید

کاٹ کربلکہ چودہ مہینے، کچھ عرصہ ان سے پہلے جو مہربان تھے، ان کی قید کاٹ کر، آج یہاں آئے ہیں ۔یہاں جتوئی صاحب نے حلف لیا اس کے بعد جتوئی صاحب کے مرحوم بھائی پر بھی تقریریں ہوئیں، انہوں نے بھی بات کی ، اس وقت جتوئی صاحب موجود نہیں ہیں لیکن ہم ان کے ساتھ الجھ نہیں پڑے، maiden speech ایک سینیٹر کی پہلی تقریر پر روایت یہ ہے اس ہاؤس کی، اگر ہم روایات پر چلیں جو کہ حکومت کے لئے بہت مشکل ہے ، بدقسمتی سے یہ تمام روایات کو پامال کر رہے ہیں ، میں پہلے بھی عرض کرتا رہا ہوں تمام رولز کو، ضوابط کار کو معطل کر کے یہاں بل پاس ہوتے ہیں۔ کوئی روایت ایسی نہیں ہے جومسلم لیگ نواز گروپ ، یہ مسلم لیگ قائد اعظم والی تو نہیں ہے نواز شریف والی ہے ، مسلم لیگ نواز گروپ کی کوئی بھی، کوئی ایک روایت بھی، کوئی ایک پارلیمانی روایت بھی ایسی نہیں جس کو یہ روندتے نہ ہوں یہاں تک کہ جیسا سینیٹرآصف علی زرداری نے کہا یہ تو عدالتوں پر حملہ کرنے والے ہیں جو انہوں نے سپریم کورٹ پر کیا ۔ کیا روایت انہوں نے رکھ چھوڑی ہے۔ سپریم کورٹ عدلیہ کی جو سب سے بڑی عظیم تر عدالت اس ملک میں ، اس دھرتی پر، پاکستان میں ہے جس طرح انہوں نے اس کے تقدس کو روندا جناب چیئرمین! مجھے اس لئے حیرت نہیں ہوئی ۔ اس لئے کہ کوئی نہ کوئی مسلم لیگ کی جانب سے سینیٹر آصف زرداری کی باتوں سے یوں ہی بے وجہ مشتعل ہو کر بول پڑا ، حیرت اس بات کی ہوئی کہ بولنے والے جناب محترم راجہ ظفرالحق صاحب تھے ۔ کم از کم ان سے مجھے یہ توقع رہتی ہے کہ جس جماعت میں بیٹھے ہیں ہر چند کہ اس جماعت میں روایات کی پامالی کی روایت ہے، ہر چند اس جماعت کی یہ روایت ہے کہ ہر روایت کو پامال کر نا ہے مجھے راجہ صاحب سے یہ توقع نہیں تھی کیونکہ اس جماعت میں بیٹھ کر بھی ان میں کچھ روایت پسندی کی ابھی تک خوشبو آتی تھی ۔ مجھے اس بات پر بہت دکھ ہوا ہے کہ انہوں نے بات چھیڑی ہی کیوں ۔سن لیں اگر آپ کو کچھ باتیں تلخ بھی لگتی ہیں اگر کچھ تلخ نوائی ہو بھی گئی ہے تو یہ ہاؤس کس لئے ہے یہاں تو تلخ باتیں کرنے کے لئے لوگوں نے بھیجا ہےہمیں۔ ہم نمائندے ہیں ہم bureaucrats نہیں ہیں۔ ہم اتفاق فاؤنڈری کے ملازمین نہیں ہیں۔ قطعاً نہیں۔ ہر چند کہ بہت مرتبہ لوگوں کو یہی تاثر دیتے ہیں کہ یہ ہاؤس اتفاق فاؤنڈری کا ملازم ہے ایک رات کے اندر، ایک گھنٹے کے اندر قانون کی فیکٹری بنتی ہے ادھر سے قانون آتا ہے اس کا خام مال آتا ہے ادھر سے ہم نکال کر لوگوں میں بانٹ دیتے ہیں بھیج دیتے ہیں منڈی میں کہ لو جی قانون نیا آ گیا لیکن ہم اتفاق فاؤنڈری کے

ملازمین نہیں ہیں ۔ اب اس اتفاق کے گھرانے کی اس طرح کی صفائی دینے کی اور ایسے موقع پر کیا ضرورت ہے۔ جناب قائد ایوان کو کوئی ضرورت نہیں تھی نہ یہ موقع تھا 20مرتبہ آپ کو اور موقع ملے گا آپ ضرور کہیں ۔سینیٹر زرداری نے یہ کہا' جس بات کی تعریف کرنی چاہئیے تھی' کہ میں نے یہاں ابھی حلف لیا ہے قانون اور پاکستان کی حکمرانی کے استحکام کے لئے لیکن آپ کوکس طرح سمجھائیں' آپ کے ساتھیوں کو کس طرح سمجھائیں کہ قانون اور پاکستان کی حکمرانی کا استحکام کس طرح کیا جاتا ہے۔ سپریم کورٹ کے تقدس کو پامال کرنے والوں کو کس طرح سمجھائیں ہم جناب چیئرمین! کیسے ان کو باور کرائیں۔ اس نے کیا کہا' اس نے کہا یہاں میرے بزرگوں کی سوسال سے قبریں ہیں۔ آپ کو ان باتوں کو appreciate کرنا چاہیئے۔ ان باتوں کی تعریف کرنی چاہئیےتھی آپ خدا کے واسطے مثبت سوچ پیدا کریں ۔ اگر کوئی تلخ بات بھی ہے تو مثبت سوچوں کو ، مثبت باتوں کو آپ آگے بڑھائیں۔ اس نے کہا میرے بچے مجھے یہاں دفنائیں گے ۔آپ کو کیا پتہ ، مجھے کیا پتہ ہماری موت کہاں آنی ہے' سمندر میں آنی ہے ' دریا میں آنی ہے ' قبر بھی ملنی ہے کہ نہیں ملنی۔ کیا آپ کو پتہ ہے۔ کیا مجھے پتہ ہے ۔ ہم اپنا ارادہ صرف پیش کر سکتے ہیں کہ ہمارے بزرگوں کی قبریں یہاں ہیں ' ہم یہاں دفن ہونا چاہتے ہیں۔ خدا را ! کہیں بھی موت آئے ہمیں یہاں لا کر دفن کرنا اگر کہا ہے تو آپ کے کیا حالات ہیں آپ کے اللہ کے فضل و کرم سے جناب قائد ایوان صاحب جو ہیں آپ کے حالات اللہ کے فضل سے -----

جناب پریزائیڈ نگ آفیسر۔ ان کو آپ ڈائریکٹ ریفرنس نہ کریں جناب ۔

Mr. Aitzaz Ahsan: I am sorry sir, I apologise. You are absolutely right.

آپ نے تو بڑے منجھے ہوئے اور تجربہ کار چیئرمین والی بات کی ہے ۔ میں آپ سے مخاطب ہوں جناب۔ آپ کو کیا معلوم ہے آپ کی آسودہ حالت اللہ کا فضل و کرم ہے آپ پر' مجھ پر ' کہ ہمیں فکر نہیں ہے اور ہمارے بچے یہاں تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور کرتے ہیں اور کر سکتے ہیں اللہ کا فضل و کرم ہے ہم پر ہمیں سجدہ شکر کرنا چاہئیے ۔ مگر کیا ضروری ہے کہ ہم نے ہر کسی کو اپنے پیمانے پر ناپنا ہے یہ باتیں اٹھا کر۔ میں واضح طور پر آپ کو پیپلز پارٹی کا نظریہ بیان کرتا ہوں۔ پیپلز پارٹی بیشک عدم تشدد کی سیاست پر ایمان اور یقین رکھتی ہے' پیپلز پارٹی پر

مقدمات چلے ہیں، پیپلز پارٹی کو پھانسیاں بھی ملی ہیں، پیپلز پارٹی نے کبھی عدالتوں پر وہ تشدد نہیں کیا جو آپ کے ایم این ایز نے کیا، وہاں کی تختیاں بھی اتار لیں اور ججز کو بیٹھنے بھی نہیں دیا۔ آپ بات کرتے ہیں، خدارا! آپ اپنے گریبان میں جھانکیں، آپ کہتے ہیں کہ پاکستان کسی کی جاگیر نہیں ہے، پاکستان جاگیر کس کی ہے، میں بتاتا ہوں۔ پاکستان جاگیر اس کی بن گئی ہے جس کی ایک فیکٹری تھی اور آج 28 فیکٹریاں ہیں۔ آپ نے حساب لیا، آپ نے پوچھا۔ پاکستان جاگیر اس کی بن گئی ہے جو رائے ونڈ میں دو ہزار ایکڑ کے مکان، پیلیس میں رہتا ہے، جس میں جھیلیں ہیں، جس میں بگھیاں چلتی ہیں۔ لوگوں کو پتہ نہیں ہے۔ کس سے آپ چھپاتے ہیں۔ سونے کی لگی ہوئی gold plated کرسیاں ہیں وہاں پر۔ باتیں کرتے ہیں جناب کہ پاکستان آپ کی جاگیر نہیں ہے۔ آپ کیوں یہ تلخی پیدا کرتے ہیں۔

خدارا! ایک موقع ہے۔ مجھے بھی سو اختلافات ہوں گے آصف زرداری سے، ہوسکتے ہیں، اور شاید ہوں، لیکن آج ایک ایسا موقع ہے جس کو آپ نے انتہائی تلخی میں بدلنے کی کوشش کی ہے، راجہ صاحب نے۔ اور میں اس سے آگے جانا نہیں چاہتا۔ میں مزید یہ بات نہیں کرنا چاہتا۔ میں یہ کہتا ہوں کہ آج آصف زرداری پر بہت سے الزامات ہیں، لیکن کیا آپ نے یہ سوچا ہے کہ آپ نے کس قدر میڈیا ٹرائل کیا ہے ایک شخص کا، الزامات تو اس پر دو ہیں جو عدالت میں ہیں اور آپ نے بھی ان کا ذکر کردیا کہ آپ کے وقت میں بنے ہوئے تھے۔ ہمارے وقت میں تو آصف زرداری ملزم نہیں تھا۔ ہمارے وقت میں تو ناصر اسلم زاہد صاحب کی سربراہی میں ایک کمیشن بنا تھا جس میں دو اور جج بھی تھے۔ کیا اس میں سے ایک جج نے ایک جملہ بھی لکھا ہے، رپورٹ آپ کے پاس ہے، کہ آصف زرداری ملزم ہے۔ اس کمیشن کی رپورٹ کے بعد بھی اس پر مقدمہ چل رہا ہے ایک سیشن جج کے سامنے، کبھی terrorist court کبھی سیشن جج۔ آپ کیسے انصاف کی بات کرتے ہیں، آپ کیوں ان مقدمات کو چھیڑتے ہیں۔ Container case کی آپ نے بات کردی۔ جناب container case میں تو گواہوں نے کہہ دیا کہ آصف زرداری کا کوئی تعلق ہی نہیں اس سے۔ یہ گواہ اور واقعات ہیں، خدا کے واسطے آپ ان گواہیوں کو، شہادتوں کو دیکھیں۔ آپ پیپرز دیکھیں، راجہ صاحب آپ وکیل بھی ہیں، آپ خدا کے واسطے دیکھیں، اس کے باوجود وہ جیل میں ہے۔ آج تو وہ آیا ہے سینٹ میں حلف اٹھانے کے لئے، آج تو خوش دلی سے، ہنس کر گلے سے لگائیں، میں آپ کے پاس آصف زرداری کو لے کر گیا کہ چلیں آج آپ

چھوڑیں ان تلخیوں کو ، بہت وقت ہے پھر بات کریں گے، آج صرف اتنی بات ہے کہ سب کی جانب سے اور سب میرے ساتھ اس میں شامل ہیں، یہ ایک چھوٹی سی بات ہے، بڑی بات نہیں ہے، چھوٹی سی بات ہے اور یہ پیپلز پارٹی ہی نہیں ، آصف نے تو یہ کہا ہے کہ جتنے لوگ across the board شور ہم ڈالتے رہے ہیں، لیکن مجھے معلوم ہے اور میں اس کو جتاتا رہا ہوں کہ بہت سارے ہمارے وہ ساتھی جو راجہ صاحب کی پارٹی میں بیٹھے ہیں اور خود راجہ صاحب ، ان کی دعائیں ہمارے ساتھ رہی ہیں کہ آصف زرداری Senator elect ہے یہاں آئے ہیں۔ اب وہ کن واقعات کے تحت نہیں آیا، دیر ہوئی تاخیر ہوئی، ہم ان کے بھی شکر گزار ہیں ۔ سب ان سینیٹرز کے جو ادھر بیٹھے ہیں جو اس کو پیار سے ملے ہیں، جو اس کو اچھے انداز سے ملے ہیں، ہنس کر ملے ہیں، گلے لگا کر ملے ہیں، راجہ صاحب سے بھی میں یہی گزارش کروں گا کہ آج کا دن آصف زرداری سے بحث کرنے کا نہیں ہے اور مواقع آئیں گے آپ ان کو لاتے رہیں ہاؤس میں اور ان سے بحث کرتے رہیں۔ بہت شکریہ جناب۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ بہت شکریہ۔ اقبال حیدر صاحب بے چین ہیں اپنے اس موشن پر discussion کے لئے ۔ points of order بہت ہوگئے ہیں مگر مختصراً وہ بلیدی صاحب پہلے اٹھ گئے تھے۔

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی۔ جناب چیئرمین صاحب! میں سب سے پہلے آصف زرداری کو اپنی طرف سے اور اپنی پارٹی جمعیت العلماء اسلام کی طرف سے بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ آج وہ ہمارے پاس ہاؤس میں موجود ہیں۔ ہمیں اس پر افسوس ہے کہ ان کو سینیٹر بننے کے بعد نو مہینے تک اس ہاؤس میں نہیں آنے دیا گیا ۔ دوسری بات کہ پختونخواہ پر بحث ہوئی تو میں اس پر کہنا چاہتا ہوں کہ جب تک قومی اسمبلی میں وہ قرار داد پاس نہیں ہوتی ہے اس وقت تک اس کو پختونخواہ نہیں کہا جا سکتا اور ابھی اس صوبے کا نام سرحد ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ یہ آپ کی رائے ہے۔

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی۔ میری تیسری بات یہ ہے کہ آصف علی زرداری نے پہلی دفعہ حلف اٹھانے کے بعد جو تقریر کی اس پر دونوں طرف سے لمبی چوڑی اعتراضی تقریریں کی گئیں۔ تو میرے خیال میں اس پر اعتراض نہیں کرنا چاہیئے تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک روایت چلی

آرہی ہے کہ جو بھی اقتدار میں ہوتا ہے وہ دوسرے اراکین میں سے ایک کو جیل میں بھیج دیتے ہیں تو میرے خیال میں ہمیں ایسے کاموں سے احتراز کرنا چاہئیے۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر۔ جی میر ظفر اللہ خان جمالی۔

میر ظفراللہ خان جمالی۔ جناب چیئرمین ! میں سب سے پہلے ایک colleague سینیٹر کو welcome کرتا ہوں جنہوں نے آج حلف لیا ہے ۔ زندگی میں یہ چیزیں ہوتی رہتی ہیں کہ کبھی انسان ریل میں ہے ، کبھی جیل میں ہے ، کبھی سیاسی کھیل میں ہے۔ یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے ۔ پچھلے ادوار میں بھی کچھ ایسے ہوا۔ اس دور میں بھی کچھ ایسے ہی ہوا۔ بہرحال خوشی کی بات یہ ہے کہ دیر آید ، درست آید۔ اگرچہ اتنے عرصے کے بعد گورنمنٹ نے یہ محسوس کر ہی لیا اور کورٹ حکم کے مطابق زرداری صاحب نے حلف لیا، ہمیں خوشی ہے، انشاء اللہ سینٹ میں بحث مباحثے چلتے رہیں گے، آج کل ، پرسوں ، چوتھ جیسے بھی ہو گا میری جناب چیئرمین! صرف ایک گزارش ہے اور مختصر کہ سیاست کو سیاست تک رکھا جائے تو بہت اچھی چیز ہے ۔ذاتیات کو سیاست میں ملوث نہ کیا جائے۔ یہاں پر جو سلسلہ میں دیکھ رہا ہوں 1985 سے کم از کم اس سے پہلے بھی دیکھ رہا تھا لیکن 1985 سے لے کر آج تک اگر کسی نے آپ کی سیاسی مخالفت کی ہے وہ آپ کا جانی دشمن بن جاتا ہے اور *vice versa* ۔ جو بھی government in power ہے وہ سیاسی مخالفین کو اس طریقے سے کچلنے کی کوشش کرتی ہے جیسے ان کا ذاتی عناد ہو ، جھگڑا ہو ، قتل ہو ، مقاتلہ ہو ، غصہ ہو ، خون کا بدلہ ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان اب اس نہج پر پہنچ چکا کہ ان چیزوں سے بالاتر ہو کر اکٹھے بیٹھ کر اس ملک کے لئے کچھ سوچنا چاہیئے ۔ ہم باتیں تو سارے کرتے ہیں چاہے within the parliament چاہے outside the parliament باتیں ہم سب کرتے ہیں اس پر عمل کون کتنا کرتا ہے ، اگر اس کا تجزیہ کیا جائے ، جتنی باتیں ہم کرتے ہیں اس کے 10% پر بھی اگر ہم عملاً عمل کریں جسے practical کہا جاتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ملک بہت اچھا بن سکتا ہے ، اس پر ہم improvement کر سکتے ہیں ۔ بدقسمتی سے پہلے تو one unit کسی زمانے میں بنا ، وہ بھی زبردستی بنایا گیا ، کسی ذاتی مفاد کی خاطر، مگر اس وقت ہم چار صوبے ہیں جو کہ ہماری فیڈریشن ہے۔ اگر آپ فیڈریشن کو اکٹھے لے کر چلنا چاہتے ہیں تو فیڈریشن کے جو فیڈریٹنگ یونٹس ہیں ان کو آپ کو عزت بھی دینی ہو گی۔ ان کا لحاظ بھی

رکھنا ہو گا۔ اور ان کے ساتھ یہ برتاؤ نہیں کرنا ہو گا کہ taken for granted. Human nature ہے کہ patience کی' tolerance کی' flexibility کی کوئی حد ہوتی ہے۔ مگر جب آپ کسی کی پیٹھ دیوار کے ساتھ لگائیں گے تو لامحالہ وہ rebound کرے گا۔ تو اسی ضمن میں چاہے سینٹ میں' کیونکہ اس وقت ہم سینٹ میں ہیں ' یا نیشنل آسمبلی میں اگر آپ کسی ایک شخص کو خواہ مخواہ رگڑا دیتے جائیں گے تو لا محالہ when he is bent to the wall, he will rebound. تو گزارش یہ ہے کہ سیاست کو آپ سیاسی حدود میں رکھیں۔ ذاتیات آپ کی ہیں' کیسز ہیں ' courts of law decide کرتی ہیں۔ ذاتیات کو الگ رکھیں۔ سیاست کو الگ رکھیں۔ جب تک یہ آپ نہیں کریں گےتو جو تھوڑا بہت نظام رہ گیا ہے ہمارے پاس' جناب میں repeat کرتا ہوں جو تھوڑا بہت نظام 'باقی تو اللہ کی مہربانی سے لپیٹا جا رہا ہے' جو تھوڑا بہت رہ گیا ہے ہمارے پاس کہیں اس کی بھی ساری بساط نہ لپیٹی جائے۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور ایک مرتبہ پھر میں سینیٹر صاحب کو خوش آمدید کہتا ہوں ۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ جناب ۔ جی جناب اجمل خٹک صاحب۔

جناب محمد اجمل خان خٹک: جناب میں اس لئے کھڑا نہیں ہوا کہ ایوان کے دونوں لیڈروں نے اس خوشگوار واقعہ کو جس طرف بڑھانے کی کوشش کی میں اس کو مزید بڑھانے کے لئے کھڑا نہیں ہوا۔ میں اس لئے کھڑا ہوا ہوں کہ یہ ہاؤس ہے سینٹ کا ۔ ہم سب اپنے علاقوں کی طرف سے منتخب ممبران ہیں۔ اس میں مختلف پارٹیوں کے ' عقیدوں کے اور نظریوں کے لوگ ہیں۔ ہونا یہ چاہیئے کہ ہم سب کو اس ملک کے وفاق اور وفاق کے ذریعے حکومت اور ریاست اورقوم کی خدمت کرنی چاہئیے۔ اس لئے ہر یہاں بیٹھنے والا ہمارا بھائی ہے ساتھی ہے۔ تو ایک بھائی اور ساتھی جو اتنا عرصہ ہم میں نہیں تھا ' قانونی اور دوسری بھول بھلیوں میں' میں نہیں پڑنا چاہتا' میں اس لئے خوش ہوں کہ ہمارا ایک ساتھی اور بھائی ہم میں بیٹھا ہے اور جیسے ہاؤس کے لیڈر نے کہا کہ اب وہ ہاؤس میں بیٹھے گا اور کارروائیوں میں حصہ لیتا رہے گا۔

میں اس کو اس طرح دیکھتا ہوں کہ عدلیہ کا حکم مانا گیا۔ جس پرہمیں اس لئے خوشی ہے کہ اس ملک میں خوشگوار فضا جس میں قومی آواز پیدا ہو ' اس کے لئے میں اور میری پارٹی مسلسل کوشش کر رہی ہے ' آواز اٹھا رہی ہے۔ خدا کرے کہ آج کے اس عدالت کے حکم ماننے

سے اور آپ کے یہاں بیٹھنے سے خوشگوار فضا ایسی پیدا ہو جس میں ہم قومی آواز پیدا کریں اور قومی مسائل کا حل بیٹھ کر تلاش کریں۔ ہمیں خوشی اس لئے بھی ہوئی کہ ملک کی بہتری اسی میں ہے کہ عدلیہ کی آزادی اور خود مختاری عدلیہ کو حاصل ہو۔ خدا کرے کہ مکمل آزادی اور خود مختاری اس کو حاصل ہو تاکہ انتظامیہ کے حکم یا اشارے، خفیہ یا ظاہر، سے عدالت میں مداخلت نہ ہو۔ چونکہ ہم اس رویے کے سب سے زیادہ مارے ہوئے ہیں اس لئے ہم نے یہ آواز اٹھائی ہے اور اٹھاتے رہیں گے۔ ایک نکتہ اور ہے جناب چیئرمین! آج کے حالات میں تلخی بڑھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ملک کو، تلخی اور نکتوں کو بڑھا چڑھا کر محاذ آرائی تک لے جانا، نہ صرف یہ کہ اس کی ضرورت نہیں بلکہ نہایت ہی مضر ہے جس کی طرف اشارے کئے گئے ہیں۔ اس کے لئے ہم آئین کی حدود، حقوق اور اختیارات کے اندر ملک کو آگے بڑھانا چاہتے ہیں اور اس کے لئے کوشش اور دعا کرتے ہیں۔ ہمیں خوشی ہو گی کہ نہ صرف حزب اختلاف بلکہ حزب اقتدار، تمام ذمہ دار سیاسی جماعتیں، جیسے جمالی صاحب نے اچھے انداز میں ہمیں کہا کہ سیاست کو سیاست تک رکھیں اور جماعتی مصلحتوں، انتقام اور دوسری منفی باتوں سے بالا تر ہو کر قومی مسائل میں قومی آواز پیدا کریں۔ یہ چند الفاظ تھے جو مجھے اس موقع پر کہنے تھے۔

(مداخلت)

چوہدری اعتزاز احسن: دو منٹ جناب۔ ایک تو میں شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جناب خٹک صاحب کا کہ انہوں نے بڑی اچھی بات چیت کی۔ میں بالکل ایک منٹ کی بات کروں گا۔ گزارش صرف کرنا چاہتا ہوں آپ کی وساطت سے کہ خٹک صاحب ایک پارٹی کے قائد بھی ہیں اور ہم میں محترم بھی بہت زیادہ ہیں اور انہوں نے یہی جو بات کی کہ بہت ساری تلخیاں بھلا کے خوشگوار ماحول پیدا کرنا چاہیئے۔ تو میں ان سے بھی گزارش کروں گا اور راجہ صاحب سے بھی کہ روایت یہ رہی ہے کہ ہمارے سینیٹر جب آتے رہے ہیں اور آفتاب شیخ صاحب آتے رہے ہیں، محترمہ نسرین جلیل صاحبہ آتی رہی ہیں یہاں تو ان کو لاجز میں جو ان کی رہائش گاہیں ہیں، ان میں رکھا جاتا تھا۔ ہمارے جو سینیٹر آ رہے ہیں ان کے لئے اڈیالہ جیل تجویز ہوئی ہے تو یقیناً خٹک صاحب اپنا کچھ نہ کچھ جو اثر ہے وہ استعمال کریں گے۔ یہ ان کے لئے بھی ذرا بہتر ہے، جتنی دیر کوئی سینیٹر یہاں ہے، اتنا عرصہ کم ازکم سینٹ کو یہ اختیار ہونا چاہئیے کہ اس کے لئے سہولت پیدا کر دی جائے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: یقیناً آپ کی بات پر وہ غور کریں گے، جو مناسب سمجھیں گے۔ جناب ملک صاحب۔

ملک عبدالرؤف خان: شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اس سلسلے میں ایک عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں بات کرلوں تو پھر آپ کریں۔ points of order پر تو کافی باتیں سنیں۔ میرا یہ ارادہ بھی تھا کہ آج ہاؤس کو میں liberally treat کروں گا۔ کیونکہ سیر حاصل بحث بھی ہوجائے اور سیراب بھی ہوجائے سینٹ بحث سے۔میں نے کہا کوئی restriction نہ ہو تاکہ آپ دل کھول کر جو بات کرنا چاہیں کریں۔ کیونکہ ایسا heavy agenda بھی نہیں ہے ہمارے پاس۔ لیکن پھر بھی میرے خیال میں ہم اس حد سے جو میں نے مقرر کی تھی، گزر چکے ہیں۔ تو اس کے بعد جو points of order آپ کرنا چاہیں تو مہربانی کرکے جو بھی کریں میں اس کی اجازت دوں گا مگر مختصراً کریں۔ Whatever you want to speak اس کا substance نکل آئے۔ باقی چیزیں چھوڑ دیں۔

ملک عبدالرؤف خان: شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ جناب والا! یہاں پر کچھ بات چلی ہے صوبہ سرحد کے نام کے متعلق اور یہ اخبارات وغیرہ میں بھی۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اخبارات کو آپ چھوڑیں۔

ملک عبدالرؤف خان ۔میں مختصر سی بات کرتا ہوں۔ جو بات اجمل خٹک صاحب نے کی ہے میں اس کے مطابق کرتا ہوں ۔ میں وہی بات کرتا ہوں جو آپ نے کی ہے ۔سب کا حق بات کرنے کا ہے ۔تو میں یہ گزارش کر رہا تھا ۔ اخبارات وغیرہ میں بھی ہے اور کچھ جلسے جلوس بھی ہوئے ہیں۔میں اس دن ایبٹ آباد میں ہی تھا۔ اس دن میں نے جو کچھ کیا ہے مجھے پتہ ہے۔ تو میرے کہنے کا مطلب یہ ہے جس طرح خٹک صاحب نے فرمایا ہے ۔ ہم سب صوبہ سرحد میں بھائی ہیں تو ہم سب نے مل بیٹھ کر فیصلہ کرنا ہے اور یہ اسی طرح ہوگا ۔ میں تو یہ بات کر رہا تھا ۔ میں کوئی ایسی بات نہیں کرتا ہوں یہ سب ملک کے مفاد میں ہے سب کے مفاد میں ہے ۔تو میرا جو اصلی پوائنٹ آف آرڈر ہے وہ یہ ہے کہ " خبریں" اخبار میں خبر آئی ہے کہ مرکزی قومی بجٹ کا ادارہ وزارت خزانہ کے تحت آتا ہے ۔

جناب محمد اجمل خان خٹک۔ راجہ صاحب نے جو کہا ہے ، میں اس کی تائید کرتا ہوں کہ اس پر غور کریں۔

ملک عبدالرؤف خان۔ ۲۲۶ پوسٹوں کے لئے انہوں نے ۹۷-۱۱-۲۲ کو ایڈورٹائزمنٹ کی تھی ۔ اب اخبار میں یہ آیا ہے کہ وہ ۲۲۶ پوسٹیں وزارت خزانہ کے افسروں اور ڈائریکٹر جنرل نے کچھ لے دے کر بلکہ یہاںتک ہے کہ وزارت خزانہ کے ایک افسر نے اپنی بیٹی کی شادی میں موٹر کار بھی لی ہے ۔وہ لے کر انہوں نے یہ سب پوسٹیں پر کر دی ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ پہلے خالی تھیں اب بھر لی گئی ہیں۔

ملک عبدالرؤف خان۔ جی ، تو یہ justify اس لئے ہوتا ہے کہ جب اخبار میں یہ اشتہار آیا تو میں نے وزیر خزانہ سے ایک آدمی کے لئے کہا کہ اس کو ملازمت میں رکھنا ہے ۔اس لئے اس ایڈورٹائزمنٹ کی فوٹو کاپی پر نام نوٹ کیا پھر میں نے خود ڈائریکٹر جنرل کو فون کیا ہے۔ اس نے کہا کہ مجھے نام بتائیں میں اس کو رکھوں گا ۔ یہ ساری بہت لمبی چوڑی باتیں ہوئیں۔ اس کے بعد میں نے پرسوں اس سے فون پر بات کی تو وہ کہتا ہے کہ یہ ۲۲۶ پوسٹیں جو ایڈورٹائزمنٹ کی تھیں یہ withdraw ہو گئی ہیں۔ اب دوبارہ ایڈورٹائزمنٹ کر رہے ہیں۔ یہ بھی اس نے غلط کہا ہے ۔میری آپ کی وساطت سے اس ہاؤس سے گزارش ہے کہ وزیر خزانہ ان افسروں کو معطل کریں ۔ ان کے خلاف انکوائری بٹھائیں اور جو آدمی اس میں ملوث پایا جائے اس کے خلاف کارروائی کریں اور یہ ۲۲۶ آدمی پیسے لے کر رکھے گئے ہیں۔ان سب کو فارغ کریں اور نئی ایڈورٹائزمنٹ کریں۔ اگر وزیر خزانہ یہ کام نہیں کرتا ، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ خود اس میں ملوث ہے ۔میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ ہرصورت میں یہ کام ہونا چاہئیے ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ گورنمنٹ کے نمائندے بیٹھے ہیں وہ اس کا نوٹس لینگے۔

جناب عبدالستار لالیکا۔ ہم اس پر غور کریں گے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ generally بھی یہ بات ہے کہ جو گورنمنٹ کے ڈیپارٹمنٹ ہیں، اس کے جو ہائی آفیشلز ہیں، میرے خیال میں وہ اپنی مرضی سے جو کرتے ہیں وہ کرتے ہیں۔ان پر کوئی ایساکنٹرول نظر تو نہیں آتا۔ day to day dealing میں ہم جو کرتے ہیں

تو ان پر کوئی سخت کنٹرول نہیں ہے ۔وہ اپنی مرضی سے کام کرتے ہیں ۔ ذرا ان کو کنٹرول میں رکھنا چاہئیے ۔

شیخ ظریف خان مندوخیل۔ میں تقریر نہیں کرنا چاہتا ہوں اعتزاز احسن صاحب ہمارے بڑے بہترین اپوزیشن لیڈر ہیں اور میں ذاتی طور پر ان کی قدر کرتا ہوں ۔وہ پاکستان کے بڑے قانون دانوں میں شمار ہوتے ہیں۔افسوس سے کہنا پڑتا ہے وہ جب بھی تقریر شروع کرتے ہیں۔ تو پہلے ایوان بالا کو اتفاق فونڈری کا ملازم کہتے ہیں۔یہ چیز میں ہر وقت نوٹ کرتا ہوں۔یہ بانکسی اناڑی آدمی کے منہ سے نکلتی تو ہم نوٹ نہ کرتے ۔ہم لوگ ، ہماری پارٹی ، اور ہمارے جو اپوزیشن کے بھائی ہیں ان مین نہ کوئی اتفاق فونڈری کا ملازم ہے اور نہ ملازمت کرنا چاہتا ہے ۔ بہرحال میاں صاحب جو جائز آرڈر دیں گے ۔ انشاء اللہ دن رات ایک کرکے اس کو obey کریں گے۔

دوسری بات یہ ہے میں اعتزاز احسن صاحب سے بڑی خوشی کے ساتھ یہ کہوں گا اگر ان کے ہاں کوئی آدمی بیکار ہے تو ہم میاں صاحب کو request کریں گے کہ ان کو آپ اتفاق فونڈری میں لگوا دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ بہت اچھا ہے ۔

(قہقہے)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔جی عبدالرحمٰن خان صاحب ، انتہائی مختصر فرمادیں ۔

حاجی عبدالرحمٰن خان : ۔ جناب چیئرمین ! بہت شکریہ، آپ کی نظر کرم ہم پر بھی پڑی ۔ کافی دیر سے ہم انتظار کر رہے تھے ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔سب سے پہلے آپ پر پڑی تھی ۔

حاجی عبدالرحمٰن ۔ میں اپنے قبائلی بھائیوں کی طرف سے جناب زرداری صاحب کو خوش آمدید کہتا ہوں ۔ اس ملک میں جو ابھی تک ہم کہہ رہے تھے کہ عدلیہ آزاد نہیں ہے اور نہ ہی فلاں فلاں چیز ہے ۔ اور حکومت یہ کر رہی ہے وہ کر رہی ہے ۔ اب ثابت ہوگیا ہے کہ عدلیہ بھی آزاد ہے اس کا حکم بھی مانا جاتا ہے اور اسی وجہ سے جناب زرداری صاحب آج ہم میں بیٹھے ہیں۔ اور امید کرتے ہیں کہ انشاء اللہ اب عدلیہ اور ہماری حکومت اسی طرح جو حقوق ہیں وہ

دیتے رہیں گے۔ اس کے علاوہ ہمارے لیڈر آف دی اپوزیشن اور لیڈر آف دی ہاؤس نے جو تقاریر کی ہیں اور جو کچھ ہم نے سنا ہے اور جو ٹیپ ہوا ہے اور اخبارات والوں نے بھی سنا ہے ۔ الزامات کی بوچھاڑ ہے ۔ فلاں کے پاس اتنی جائیدادیں ہیں ۔ فلاں کے پاس اتنے پلاٹس ہیں یہ ہے وہ ہے ۔ پچاس سال اس ملک کو بنے ہوئے ہو گئے ہیں اور جیسے جمالی صاحب اور ہمارے اجمل خٹک صاحب نے فرمایا آیا کب ہم میں یہ احساس پیدا ہوگا' کب ہم اس پوزیشن میں آئیں گے کہ اپنے ملک'عوام اور قوم کے لئے کچھ کرسکیں گے ۔۔اور جو زیادتیاں اورظلم جس نے بھی ان کے ساتھ کیا ہے اس کا کب احتساب کریں گے ۔ ابھی تک تو ہم اس پوزیشن میں نہیں آئے ۔ خدا را! ان الزامات کو چھوڑیں اور اصل حقائق پر آ جائیں جو حالات ہمارے ملک کے ہیں اور جس نے بھیپیہ حالت کی ہے ان کو واقعی سزا دی جائے۔ ان سے وہ چیزیں لے لینی چاہئیں ۔ اتنے بڑے بڑے الزامات اور اتنے ڈالرز کسی کے بڑھے ہیں تو وہ دونوں حکومتیں کرچکے ہیں تو انہوں نے احتساب کیوں نہیں کیا ۔ اور اگر یہ حکومت ہے تو کیوں نہیں کرنا چاہ رہی ہے ؟ یہ قوم اور ملک کے ساتھ ظلم ہے ۔ اگر وہ صرف تلخیاں اور ایک دوسرے کو رعایت کرتے ہوئے یہ چیزیں نہیں کر رہے تو ہم یہ درخواست کرتے ہیں کہ خدا کے لئے یہ چیزیں چھوڑ دیں ۔ہم پاکستانی بن کر اور ایک مسلمان بن کر پاکستان کی خدمت کریں اور حفاظت کریں اور پاکستان کے عوام کو ظلم کے بجائے عدل دیں اور ہرقسم کی خامیوں کو دور کریں ۔ ان کاموں کی طرف آ جائیں الزامات کو چھوڑ دیں ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔شکریہ۔ جی تاج حیدر صاحب ۔

جناب تاج حیدر ۔ جناب میں آپ کی توجہ آج کے نیوز کی طرف دلانا چاہتا ہوں ۔ جس میں ایک خبر چھپی ہے ۔ construction continues unchecked in Bani Gala. اس میں پس منظر دیا ہے' موجودہ حالات دیئے گئے ہیں لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ کہا گیا ہے کہ ایک سینیٹر اس تمام غیرقانونی کارروائی کی پشت پناہی کر رہے ہیں ۔اور اخبار یہاں تک گیا ہے لکھنے میں reportedly the Senator using his influence and where necessary greasing thepalms of the revenue department officials is himself getting hold of the shamilat as well. اس خبر کے اندر جناب عالی! سینیٹر صاحب کا نام نہیں دیا گیا ہے ۔ اگر نام دیا جاتا

ہے تو وہ وضاحت پیش کرسکتے تھے وہ پریولج بھی اٹھا سکتے تھے لیکن چونکہ نام نہیں دیا گیا ہےاس لئے تمام سینیٹرز کا استحقاق مجروح ہوا ہے ۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ اس خبر کا نوٹس لیں ۔ اور اس اخبار کے ایڈیٹر کو طلب کریں۔ ان سے پوچھیں کہ آخر وہ کون سینیٹر صاحب ہیں کہ جو اس قسم کی غیر قانونی کارروائی کی پشت پناہی کر رہے ہیں ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ لیڈر آف دی ہاؤس آپ اس پر کچھ تبصرہ فرمائیں گے ۔

راجہ محمد ظفر الحق ۔ یہ دے دیں ہم ریکارڈ دیکھ کر انشاء اللہ تعالیٰ یہ معلوم کرنے کی کوشش کریں گے کہ کس کی طرف اشارہ ہے ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ آپ ان کو دے دیں ریکارڈ دیکھ کر بتائیں گے ۔ عالی صاحب مختصراً جناب ۔

Mr. Jamiluddin Aali: Sir, we have noticed something very serious that we received the notice for the convening of this meeting day before yesterday.

۲۷ تاریخ کو ۲۹ تاریخ کا unexpected meeting تھی یہ ، نوٹس ملا ۔ جب ہم بکنگ کرانے پی آئی اے میں گئے تو ہمیں بڑی دقت ہوئی

I don't say that there should be a privilege for a Senator. There is no VIP culture that I advocate but I do wish it to bring it to your notice that if the PIA have no seat for me when I go for a booking then, what should I do, shall I be excused for absenting myself from Senate or shall you consider alongwith the, I think, relevant government department, I want your support sir, for instructions to the PIA that when the parliamentarians introduce themselves to the PIA officials, if I am coming for a pleasure trip or something, it is a different thing but if I show them a notice that I have been called day after tomorrow and I want a seat tomorrow then I should be given a preference. I need your support to this sir, and I need an assurance from the government that something will be

done, that is all I want, sir.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ اس بات کو جی ذرا توجہ دیں ،

because it is a very pertinent matter and I would observe that members of Parliament, if they receive any privilege or any special treatment at least they should be treated at par with the other citizens of this country. The general feeling is that most of the people in the government who are below the Ministers, they rather tend to cold shoulder them and to tell them all the time that the parliamentarians don't mean anything in their eyes. You (Mian Abdus Sattar Laleka) before you became a Minister, you might have also come across such behaviours and treatments. So I think please treat this matter a little more seriously and go into it with a little more depth so that the parliamentarians should at least be able to function normally and they should not always feel deprived in this society and neglected in this society. So this is my request and you know better because you are also a Minister. Because when after this so called VIP culture which did not involve anything, even previoulsy when it has been taken away I think most of the high officials of the government they look with division at the parliamentarians and I think this is a very common experience and all of my borthers sitting here they can bear me out. So please you being parliamentarians please given them an equal treatment, somehow find out a way.

Main Abdus Sattar Laleka: Sir, I assure the House that 'Insha Allah' this will not happen in future.

FATEHA

شیخ رفیق احمد ۔ آج سے تین روز پہلے ٹرین کا ایک بڑا افسوسناک حادثہ ہوا جس میں

بہت سی قیمتی جانیں ضائع ہوئیں اس سلسلے میں ،میں دوگزارشات کرنا چاہتا ہوں۔ ایک تو یہاں فاتحہ خوانی ان کے لئے کرلیں اور جو زخمی ہوئے ان کی صحت یابی کے لئے دعائیں کرلیں اور دوسری طرف ریلوے انتظامیہ اور ریلوے منسٹر سے یہ گزارش کریں کہ یہ حادثات روز بروز بڑھ رہے ہیں اس کی طرف توجہ کریں۔

(مداخلت)

شیخ رفیق احمد ۔ جی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ Naturally انہوں نے نوٹس لیا ہو گا اور یہ دعا کریں سب مل کر کہ خدا ان کو بخشے، اپنے جوار رحمت میں جگہ دے، آمین،

(دعائے مغفرت کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ اچھا جی اب یہ پوائنٹس آف آرڈر تو بہت زیادہ ہو گئے ہیں جی ،حد سے گزر گئے ہیں بالکل they have over flowed the banks you see ! اگر اقبال حیدر صاحب کہتے ہیں کہ میرا یہ موشن کوئی ضروری نہیں ہے اس کو ڈیفر کریں تو we can continue with the points of order لیکن اگر یہ بھی لینا ہے تو then we will be too late, before to take it up جی۔

سید اقبال حیدر ۔ جناب گزارش یہ ہے کہ موشن کی اہمیت تو بہت ہے اور میں اپنے معزز ساتھیوں اور اراکین کے جذبات کو بھی اہم سمجھتا ہوں ان کو بھی ، میں نہیں چاہتا کہ میرے موشن یا آرڈرز آف دی ڈے کی وجہ سے ان کو اپنے خیالات کے اظہار کرنے کا موقع نہ ملے خاص طور پر بھائی عباسی صاحب اور زاہد صاحب سے تو میری شکایت یہ ہے کہ جناب اہمیت اس ایوان کو نہیں مل رہی۔ سب کی اہمیت ہے ان کے جذبات کی اہمیت ہے، ہمارے موشنز کی اہمیت ہے، اگر اہمیت نہیں ہے تو اس ایوان کو نہیں ہے کہ ایک بھی وزیر سوائے لالیکا صاحب کے۔۔ آج ہے موشن منسٹری آف ہیلتھ سے متعلق ، منسٹری آف ایجوکیشن سے متعلق خاص طور سے اور دونوں وزراء پتا نہیں کیوں سینٹ سے اجتناب کرتے ہیں نظر انداز کرتے ہیں اور باوجود اس کے کہ آرڈرز آف دی ڈے پر ان کے آئٹم ہیں انہوں نے ایک منٹ بھی آ کر شکل دکھانے کی زحمتگوارہ نہیں کی۔ میں اپنے موشن پر ضرور گفتگو کرنا چاہتا ہوں لیکن چاہوں گا کہ منسٹر آف

ہیلتھ موجود ہوں، منسٹر آف ایجوکیشن موجود ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ جی وہ بتا دیں گے جی کہ کیا وجہ ہے۔

جناب عبدالستار لالیکا ۔ جناب میری گزارش یہ ہے کہ کیونکہ اس وقت نیشنل اسمبلی کا اجلاس بھی چل رہا ہے اور باقی اگر ممبر صاحبان یہاں بحث کرنا چاہیں گے اس کے اوپر، تو یہ کیبنٹ کی joint responsibility ہوتی ہے اور ہم یہاں اسی لئے موجود ہیں کہ جو بھی ان کی تجاویز آئیں گی، جو بھی ان کی گفتگو ہو گی ہم اس کو نوٹ کریں گے اور گورنمنٹ اس کو پوری اہمیت دے گی۔

سید اقبال حیدر۔جناب والا! یہاں صرف ہماری تجاویز کا مسئلہ نہیں ہے۔اس ملک کے عوام کو دوائیوں کے حصول میں درپیش مشکلات کا مسئلہ ہے ۔ میں جناب! لالیکا صاحب کا بڑا احترام کرتا ہوں۔وہ بڑے نفیس آدمی ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ جناب اقبال حیدر صاحب۔ایسے کریں گے کہ جب آپ اٹھیں گے تو یہ باتیں اس میں آ جائیں گی۔ابھی صرف آخر میں دو پوائنٹ آف آرڈر ہیں۔

سید اقبال حیدر۔ جناب والا! ایک نکتہ اور میں بیان کرنا چاہتا ہوں ۔ وہ جو آپ نے وی آئی پی کلچر کے خاتمے کا بجا طور پر خیر مقدم کیا۔ ہم سب اس سے اتفاق کرتے ہیں لیکن وی آئی پی کلچرکو ختم کر کے ایگزیکٹو کلچر کو پروموٹ کرنا، وہ اس فیصلے کی نفی ہوئی ہے اور یہ صرف وہاں پر ہم دیکھتے ہیں کہ ایگزیکٹو جو ہیں۔ مجھے نہیں معلوم کہ وہ سو روپے دیتے بھی ہیں کہ نہیں دیتے لیکن تمام تر سرکاری اہل کاروں کو ہم ہمیشہ دیکھتے ہیں کہ وہ ایگزیکٹو لاؤنج میں بڑی آزادی سے وہاں پر گھومتے پھرتے ہیں، آزادی سے اس کا استعمال کرتے ہیں اور مجھے یقین کامل ہے کہ وہ سو روپے کی فیس ادا کئے بغیر ایسا کرتے ہیں۔ ہماری صرف یہ شکایت ہے کہ، ممبران پارلیمنٹ کو کوئی ترجیح نہیں ہونی چاہئیے لیکن سب کے ساتھ ایک جیسا سلوک ہونا چاہئیے۔ ایگزیکٹو کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ اور سرکاری اہل کار وی آئی پی کلچر کے خاتمے کے بعد ایگزیکٹوکلچر کو پروموٹ کر کے اپنے آرام اور اپنے تعیشات کے لئے وہ استعمال کریں۔ اس کی ہم سختی سے مذمت کرتے ہیں اور حکومت اس کا سختی سے نوٹس لے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ وہ کریں گے ۔ انہوں نے اس کا وعدہ کیا ہے۔

سید اقبال حیدر۔ جناب والا! وہ نہیں کر رہے ہیں۔ انہیں کہیں کہ بھئی ایگزیکٹو لاؤنج کے استعمال کے اوپر یا تو تمام ممبران پارلیمنٹ کو بھی آزادی ہو یا پھر کسی بھی سرکاری اہل کار کو آزادی نہ ہو۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ جناب! whatever is appropriate مناسب ہے۔ وہ کریں۔

سید اقبال حیدر۔ جناب والا! وہ روایت غلط چل رہی ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ جی جناب زاہد خان صاحب۔

جناب محمد زاہد خان۔ جناب والا! ایک تو آج میرے دو پریویلج موشن تھے۔ میرا خیال تھا کہ وہ ٹیبل پر آجائیں گے لیکن ابھی تک نہیں آئے۔ آپ اس کو نوٹ کر لیں اور میں بھی اقبال حیدر صاحب کے ساتھ اس بات پر کہ جناب! ایک تو پشاور کے ایگزیکٹو لاؤنج میں پی آئی اے کا کاؤنٹر ہی نہیں ہے، اگر آپ وہاں پر جائیں تو پھر وہاں سول ایوی ایشن والے ہیں، وہ ان کو اطلاع دیں گے، پھر وہ آئیں گے اور پھر وہ آپ سے ٹکٹ لے کر جائے گا اور آپ کے لئے boarding card لے کر آئے گا۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو وی آئی پی کلچر ختم ہونے کی بات کر رہے ہیں۔ دو دن پہلے میں لاہور جا رہا تھا تو جب میں وہاں گیا تو مجھے جو لینے آ رہا تھا اس کو اندر آنے نہیں دے رہے تھے۔ اس لئے کہ جی صدر صاحب آ رہے ہیں۔ سارا روڈ بلاک تھا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ آپ کا کہہ دیا ہے۔ وہ پریویلج موشن move کریں گے۔

جناب محمد زاہد خان۔ اور میں اپنے دوسرے پوائنٹ پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ جس طرح اقبال حیدر صاحب نے ایگزیکٹو لاؤنج کی بات کی ہے۔ اس میں بالکل اسی طرح ہو رہا ہے کہ جو بیوروکریسی ہے، وہ تو آزادانہ طریقے سے اندر پھرتے رہتے ہیں، ان کو اجازت ہے، وہ جو کرنا چاہیں، ان کے لئے وہی سائرن والی گاڑی آگے پیچھے چلتی ہے لیکن ممبر کے لئے تو گاڑی بھی اندر نہیں جا سکتی۔ میرے لئے گاڑی آ رہی تھی، اس کو باہر کھڑا کیا۔ بالکل مین گیٹ سے باہر کھڑا کیا۔ جی صدر صاحب آ رہے ہیں۔ اس لئے آپ کی گاڑی اندر نہیں جا سکتی۔ اب اگر وی آئی پی کلچر ختم ہوا ہے تو پھر سب کے لئے ختم ہونا چاہئیے۔ کیا ہم ممبر نہیں ہیں، ہمارا بھی حق ہے یا نہیں۔ ختم، تو پھر سب کے لئے ختم نہیں ہونا چاہئیے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ اس کا نوٹس تو انہوں نے لے لیا ہے ۔

جناب محمد زاہد خان۔ وہ تو آپس میں باتیں کر رہے ہیں ۔ ایسے نوٹس نہ لیں ۔ جناب والا! وہ آ کر ہاؤس میں بتائیں کہ اس پر کیا ایکشن لیا ہے ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ میرے خیال میں ہمارے لیڈر آف دی ہاؤس اس بات پر بحث کر رہے ہیں ۔

جناب محمد زاہد خان۔ جناب والا! آپ اس پر میری عرض سنیں ۔ جب ہمارا پہلے سینٹ کا اجلاس ہوا تھا تو میں نے اس ہاؤس میں پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہو کر یہ بات کی تھی ۔ اس وقت ہمارے لیڈر آف دی ہاؤس نے کہا کہ ہم اس کی تحقیقات کر کے ایک ہفتے کے اندر آپ کو جواب دیں گے ۔ وہ بھی اجلاس ختم ہو گیا اور اس کے بعد تین ' چار ' پانچ اجلاس اور بھی ختم ہو گئے ہیں لیکن آج تک اس پر عمل نہیں ہوا تو ابھی کیا عمل کریں گے ۔ جناب والا! اس پر نوٹس دیں کہ وہ ہمیں ہاؤس میں آ کر بتائیں کہ کیا ہوا اور کیا ہو رہا ہے ۔ یہ نہیں ہے کہ بات کر کے اجلاس ختم ہو جائے ' بات ختم ہو جاتی ہے ۔ ہم گھروں میں چلے جاتے ہیں اور جب پھر اجلاس شروع ہوتا ہے ' پھر کسی ممبر کے ساتھ اتفاقیہ کچھ ہو جائے تو وہ ہاؤس میں آ کر اس مسئلے کو اٹھا لیتے ہیں۔جناب والا! آپ ان کو پابند کریں کہ وہ دو یا تین دن میں بات کرے یا ہمیں آ کر بتائے کہ کیا ہونا ہے تاکہ ہم ممبر ہیں ' ہم پھر اسی راستے پر چلیں کہ ہماری کیا حیثیت ہے یہ میں ان سے کہنا چاہتا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ ایسے کریں گے جی Leader of the House تشریف فرمائیں تو ان سے جو بھی وزیر concerned ہیں ' اس چیز کو ذرا آپ in depth take up کریں۔

And there is a lot of problem, I think no member in this House, sitting, will not have come across some very humiliating experience with the bureaucracy. They just don't give it importance , they don't care. I don't want to use harsh words but they don't just care and not that they should care for a Senator or a MNA but they should care for the purpose for which he has come and that is the way. What is the use of public representative if nobody in the higher echelon except

the Ministers. The Ministers give them a hearing but the Ministers somehow very seldom implement what they decide. Because the lower echelon of the bureaucracy, they don't cooperate with the members of Parliament. So, I don't know, when there is a democratic government in the country which has such a vast majority and which has come with the support of the people then why should the people's representatives not receive their due consideration, not exaggerated or not a VIP culture but their due consideration. I think that is the first duty of any government in a democratic set up. Yes, please Leader of the House.

راجہ محمد ظفر الحق۔ جناب پریذائیڈنگ آفیسر صاحب! آپ کی observation بالکل جائز اور درست ہے کہ کسی بھی democratic dispensation میں سب سے زیادہ قدر ارکان پارلیمنٹ کی ہونی چاہئیے کیونکہ وہ نمائندگی کی پوزیشن رکھتے ہیں اور جب بھی وہ سفر کریں یا کسی محکمے کے بارے میں ، کسی عوامی شکایت یا مطالبے کے بارے میں کسی سے بات کریں تو وہ اس توجہ کے مستحق ہیں جو ایک جمہوری ادارے میں ہونی چاہیئے ۔ اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جو آپ نے آج اظہار فرمایا ہے اس کے بارےمیں ارکان خود بھی احساس رکھتے ہیں تو میں انشاء اللہ تعالیٰ کابینہ کے اگلے اجلاس میں اس معاملے کو زیر بحث لا کرپھر اجلاس میں اس کی تفصیل بھی بیان کروں گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ بہت شکریہ جی ۔ There is only a very last point of order and that should be brief enough then we will take up the matter جی جاوید اقبال عباسی صاحب۔

حاجی جاوید اقبال عباسی۔ جناب چیئرمین! یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ماہ رمضان آنے والا ہے اور اس اجلاس کا ہمیں ایک دن کا موقع ملا ہے ۔سب سے پہلے ہمارے جو نئے سینیٹر صاحب نے یہاں حلف اٹھایا میں نے ان کو مبارکباد بھی دی اور ہمیں خوشی بھی ہے لیکن میں اس پر جانا نہیں چاہتاکیونکہ ہمارے قائد ایوان نے جواب دے دیا ہے۔ لیکن انہوں نے MQM کے

حوالے سے کہا۔MQM والے وہ لوگ ہیں ' مہاجر قومی موومنٹ اب بنی ہے پیپلزپارٹی کے بعد ' لیکن ان لوگوں نے قربانیاں دے کر پاکستان حاصل کیا تھا ۔ آج یہاں ان کی نمائندگی نہیں ہے اس لئے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کچھ ایسے ہیں جو کہتے ہیں ہم پاکستان کے خیرخواہ ہیں لیکن وہ یہاں کا پانی بھی پینا پسند نہیں کرتے۔

جناب میری دوسری بات یہ ہے کہ یہاں وزیر خوراک بیٹھے ہیں میں ان سے گزارش کروں گا کہ پنجاب سب سے بڑا صوبہ ہے ۔ وہاں انہوں نے فلور ملوں کو چھٹی دے دی ہے کہ جتنا چاہیں گندم کا کوٹہ لیں کیونکہ یہاں پر گندم available ہے۔ NWFP ایک ایسا پسماندہ صوبہ ہے کہ جہاں پر جب تک گندم باہر سے نہ منگوائی جائے یا پنجاب یہ مہربانی نہ کرے ---- ایک تو یہ جو ہمیں NWFP میں آٹے کا کوٹہ دے رہے ہیں اس کی کوالٹی انتہائی ناقص ہوتی ہے۔ میری ان سے گزارش ہے کہ ہماری فلور ملوں کو جو مشکلات درپیش ہیں ' دن بدن بجلی کے ریٹ بڑھ رہے ہیں اور شاید آنے والے دنوں میں ' رمضان میں آٹے کا crisis آ جائے ۔ یہ مہربانی کریں کہ آٹھ گھنٹے کا per body wise کوٹہ مختص کریں ' open نہ کریں ' ہماری مشکلات کا ازالہ اس طرح ہو سکتا ہے ورنہ crisis آئے گا تو ہمیں بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا ۔ یہ جو ہمارے ممبران نے کہا اور آج راستے میں مجھے بھی یہ حادثہ پیش آیا کہ مجھے یہاں آنے کی جلدی تھی میں نے کارڈ بھی دکھایا لیکن پولیس والے کہتے تھے کہ یہ کارڈ کیا چیز ہے' میں نے کہا میں تمہیں بعد میں بتاؤں گا کیونکہ مجھے ابھی پہنچنا ہے ۔ یہ ہمارے لئے درد سر بنا ہوا ہے کیونکہ سینٹ کے ممبروں کا ووٹ نہیں ہے اس لئے بیوروکریٹس کے اندر ہماری کوئی قدرو منزلت نہیں ہے۔میں نے صبح ڈپٹی چیئرمین صاحب کو سات ٹیلیفون کئے ہیں کہ میٹنگ 31 تاریخ کو ہو رہی ہے' وہاں سے جواب نہیں ملا۔ وزیر خوراک صاحب بیٹھے ہیں NWFP میں آٹے کے بارے میں واضح پالیسی کی وضاحت کریں۔مہربانی ہو گی۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی لالیکا صاحب۔

جناب عبدالستار لالیکا: جناب چیئرمین! محترم عباسی صاحب فرنٹیئر فلور ملز ایسوسی ایشن کے صدر ہیں۔ میں ان کو assure کرتا ہوں کہ اس وقت پاکستان کے اندر گندم کے وافر ذخائر موجود ہیں اور آنے والے ۶ مہینوں میں یعنی فصل آنے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم

سے اس ملک میں کوئی آٹے کا crisis نہیں آئے گا اور اگر ان کو اب بھی کوئی شکایت ہے تو یہ میرے پاس تشریف لائیں۔ میرے بھائی ہیں۔ میرے ساتھ بیٹھیں۔ میں ان کے ساتھ بات کرنے کے لئے تیار ہوں لیکن ایک چیز میں ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ اس وقت ملک کے اندر گندم کے وافر ذخائر موجود ہیں اور کسی قسم کا crisis آنے کا انشاء اللہ تعالیٰ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

Mr. Presiding Officer: Thank you very much, Haji Gul Afridi Sahib.

حاجی گل آفریدی: چیئرمین صاحب بہت بہت شکریہ۔ انصاف کا تقاضا یہی ہے کہ ہر بندے گویا ہر سینیٹرکو موقع دیا جائے۔ اس سے پہلے باتیں یہ ہو رہی تھیں کہ ایوان میں جو تشریف لائیں جیساکہ MQM والے تھے، اس وقت بھی میں نے خود ان کو خوش آمدید کہا تھا۔ چوہدری شجاعت صاحب بھی آئے تھے ان کو خوش آمدید کہا تھا۔ ایوان کا یہ تقاضا ہے کہ جو بھی ہو، پارٹی والا ہو یا غیر پارٹی والا ہو، اس کو خوش آمدید کہنا چاہیئے۔ جناب چیئرمین! آصف صاحب آ گئے ہیں، میں اپنے دل سے ان کو اور ان کی بیگم صاحبہ کو خوش آمدید کہتا ہوں اور مبارکباد دیتا ہوں۔ ساتھ ہی میں یہ بھی بتا دوں کہ موجودہ حکومت کے ساتھ ہمارا اتحاد ہے۔ اس سے پہلے ان کی حکومت کے ساتھ ہمارا اتحاد تھا، ان کی حکومت نے ہمیں عزت دی تھی۔ سابق پرائم منسٹر صاحبہ ہمارے گھر آئی تھیں۔ اس کے بعد وہ مجھے ملک سے باہر لے گئی تھیں۔ میں اس کا مشکور ہوں اور انشاء اللہ اس حکومت کے ساتھ ہمارا اتحاد ہے اور یہ حکومت بھی ہمیں اسطرح سے عزت دے گی جس طرح ہم سب قبائل کو سابق حکومت نے دی ہے۔ آخر میں ان کے خاندان کو مبارکباد دیتا ہوں۔ شکریہ۔

Mr. Presiding Officer: Now, it is enough. We now take the regular business of the House. I think, it is enough.

حاجی عبدالرحمان: جناب میں وزیر خوراک صاحب سے ایک سوال کروں گا۔ پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ ان سے بیٹھ کر بات کریں۔

حاجی عبدالرحمان : نہیں انہوں نے فرمایا ہے کہ crisis نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہقبائل اس ملک کا حصہ ہے کہ نہیں ۔ وہاں تو اب بھی اتنا crisis ہے کہ ۴۰۰ روپے آٹے کی بوری مہنگی ہے۔اس کے بارے میں بھی ہمیں بتائیں کہ رمضان میں وہاں کے لئے انہوں نے کیا کیا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : اگر ہے تو وہ کرلیں گے۔

Naturally, he will take effective measures to remedy this.

حاجی عبدالرحمان : ہم کہہ رہے ہیں کہ وہاں پر crisis ہے مگر وہ کہہ رہے ہیں کہ نہیں ہے۔ وہ بھی تو ملک کا حصہ ہے۔وہ اس کا جواب ہی نہیں دے سکتے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : چلیں جواب دیں۔

جناب عبدالستار لالیکا : قبائل کو پچھلے سال سے ہم ڈیڑھ گنا کوٹہ دے رہے ہیں اور اگر اس میں مزید اضافہ چاہیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ ہمارے پاس گندم کے اتنے ذخائر موجود ہیں۔ اس میں ہم مزید بھی اضافہ کر دیں گے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : اچھا جی۔ اس پوائنٹ آف آرڈر کے مرحلے سے بخیر و عافیت گزر کر اب

we take up the regular business of the House and that is, we take up item No.2, the discussion on the following motion moved by Syed Iqbal Haider on 17th November, 1997, and I now ask Mr. Iqbal Haider to move his motion and to commence discussion on it.

Syed Iqbal Haider: Thank you, Mr. Chairman. I would definitely like to express my views on this motion which was already introduced on 17th of November but last time also the honourable Minister for Health was not present and today unfortunately, he is also absent. I would prefer to take up this matter when he is present and if your goodself agrees to give notice to the Minister for Health to be present on the next Private Member Day then I would prefer to have

it deferred to the next Private Member Day and instead if item No.5 may be taken because item No.3 and 4 are of Mr. Bhinder and Bizenjo sahib.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، ایک منٹ ، راجہ صاحب آپ اس پر کیا فرمانا چاہتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ڈیفر کریں پھر بعد میں لیں گے۔

راجہ محمد ظفر الحق : جناب اگر mover ہی اس کو ڈیفر کروانا چاہے تو پھر ان کی مرضی ہے۔ اگر ایجنڈا مکمل کرنا ہے تو پھر بات ہونی چاہئیے۔

Mr. Presiding Officer: We will give you the chance with all the magnanimity. We will listen to you with all good care.

سید اقبال حیدر : اس کو ڈیفر کردیں اور پانچ نمبر کو لے لیں۔

Mr. Presiding Officer: We then come to No.3.

So, then we come to No.4, Bizenjo sahib, وہ میرے خیال میں موجود نہیں ہیں۔

وہ بھی نہیں ہیں۔ So, then we come to No.5.

MOTION Re: SYLLABUS, ACADEMIC ATMOSPHERE AND LAW AND ORDER IN ACADEMIC INSTITUTIONS

Syed Iqbal Haider: Sir, thank you very much. With your permission, I move that this House may discuss the Education Policy of the government with particular reference to the syllabus, academic atmosphere, law and order situation in the academic institutions and campuses in the country.

Sir, through this motion, an extremely serious and pertinent issue I have attempted to raise in this House and this is such an important issue that it requires immediate measures and attention of the government. Unfortunately, the Minister for Education is also absent which leaves the discussion inconclusive and

indecisive and again at this hour, 1 O'clock, I am fully prepared to argue the whole motion. Perhaps it will be an incomplete and a debate without any purpose or the exercise in futility if we talk about...

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر۔اس میں ایک بات ہے کہ 1 O'clock is not very late

Syed Iqbal Haider: No, 1 O'clok is very late because 1.15 will be the..

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر: آپ اگر commence کریں discussion کو تو if members would like to participate and in the end the Minister will be here when discussion will near conclusion. So, in the meanwhile, the opinions of Senators will come.

Mian Raza Rabbani: Sir, I would like to draw your attention, it has repeatedly been said but the government is taking the exercise of the Senate most unseriously. The Education Minister is not here, the Health Minister is not here, the question of collective responsibility is alright but these are specialised matters in which the particular Minister incharge of a portfolio more conversant with what is going on.

یہ حکومت بات کرتی رہتی ہے کہ supremacy of parliament, پارلیمنٹ کی supremacy کی بات یہ ہے کہ سوائے لیڈر آف دی ہاؤس کے ' وہ تو ہیں ہی سینٹ کے ' he is a member of the Senate اور کوئی وزیر صاحب نہیں۔ لالیکا صاحب بیچارے صبح سے بیٹھے ہوئے ہیں جن کا ان دونوں موشنز میں سے کوئی نہیں ہے۔

جناب عبدالستار لالیکا: نہیں میرا تین نمبر پر موشن ہے۔

میاں رضا ربانی: یہ جو آج اٹھے ہیں ۔ نہ ہیلتھ سے ان کا تعلق ہے ' نہ ایجوکیشن سے تعلق ہے and he is sitting here. لیکن جو متعلقہ وزیر ہیں انہوں نے ایک دفعہ شکل بھی نہیں دکھائی ہے۔ ٹھیک ہے نیشنل اسمبلی چل رہی ہے لیکن منسٹروں کو یہاں پر بھی موجود ہونا چاہئیے۔ اگر یہ حکومت نہیں چلا سکتے اور پارلیمنٹ کے لئے یہی ذمہ داری ہے تو پھر یہ تو بڑے

افسوس والی بات ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : تو اس کو ڈیفر کریں۔

میاں رضا ربانی : جناب اس کو بھی ڈیفر کریں اور آپ مہربانی کرکے تاکید کریں۔ آپ ایک government strongly observation کو دیں کہ the Minister should be present

Mr. Presiding Officer: You see that is always implied when you point out some thing and a Minister is sitting here, so they take note of it.

راجہ محمد ظفر الحق : اگر mover یہ چاہتے ہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

میاں رضا ربانی : mover کا اس میں کوئی تعلق نہیں ہے۔ حکومت کی نااہلی کی وجہ سے اس کو ڈیفر کیا جا رہا ہے کیونکہ یہاں پر متعلقہ وزیر موجود نہیں ہے۔ نہ ہیلتھ کا وزیر یہاں پر موجود ہے، نہ تعلیم کا وزیر یہاں پر موجود ہے نہ انہوں نے گوارا کیا کہ وہ ہاؤس میں آکر اپنی حاضری نوٹ کروائیں۔

راجہ محمد ظفر الحق : کابینہ کا ہر رکن متعلقہ وزیر ہوتا ہے۔ کسی معاملے پر بھی بحث ہو رہی ہو۔

سید اقبال حیدر : جناب سیکرٹری ایجوکیشن تک موجود نہیں ہے۔

میاں رضا ربانی : کوئی آفیسر یہاں پر موجود نہیں ہے۔ نہ ہیلتھ کا یہاں پر موجود ہے، نہ ایجوکیشن کا موجود ہے۔ جب وزیر موجود نہیں ہیں تو اہلکار یہاں پر آکر کیا کریں گے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : پارلیمنٹری آفیئرز کے وزیر یہاں پر تشریف لائے ہیں تو in a way, he is also incharge of all the subjects relating to him.

سید اقبال حیدر : یٰسین وٹو صاحب بہت محترم ہیں۔ وہ ہرفن مولا ہیں اور ہر مضمون کے اوپر وہ پوری مہارت رکھتے ہیں اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔ لیکن ہم نہیں چاہتے کہ ان کے اوپر اتنا زیادہ بوجھ ڈالا جائے کہ وہ اس طرح کے جوابات دے دیں سرسری طور پر۔ معاملہ انتہائی اہم اور گھمبیر ہے۔ تعلیمی اداروں کی حالت زار پوری قوم کے لئے باعث تشویش ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ بامقصد بحث ہو۔ جناب یہاں پر توہین ہو رہی ہے۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو : جناب میں فاضل وزیر صاحب کے اور فاضل ارکان کی جو تقریریں ہونگی اور جو ان میں پوائنٹس ہونگے ان کونوٹ کر لوں گا اور متعلقہ وزیر ہی اس کا جواب دیں گے اور وہ اچھے طریقے سے جواب دیں گے۔

میاں رضا ربانی : کیا متعلقہ وزیر نے ہاؤس کو intimate کیا' کیونکہ آپ نے نہیں پڑھ کر بتایا' لہذا متعلقہ وزیر نے اتنی بھی زحمت گوارا نہیں کی کہ وہ ہاؤس کو intimate کردیں کہ جی he cannot attend۔ یہ تو respect ہے اس کیبنٹ کی ہاؤس کے لئے۔ نہ وہ اس ہاؤس میں آئے اور نہ انہوں نے ہاؤس کو intimate کیا ان کے موشن لگے ہوئے ہیں آج ہاؤس کے اندر why didn't the two Ministers present themselves, we would like to know? The House has right to know that why didn't the Ministers present themselves? Why didn't they intimate the House?

میاں محمد یٰسین خان وٹو : جناب والا! جب وزیر صاحب اس ساری بحث کا جواب دیں گے تو اس بات کا بھی جواب ہم دے دیں گے۔

(مداخلت)

Mian Raza Rabbani: In the absence, intimation for not being present in the House, why was that not communicated by the Ministers concerned?

میاں محمد یٰسین خان وٹو : ہوسکتا ہے کہ انہیں کوئی دقت پیش آگئی ہو ، کوئی کام ہو اور اطلاع نہ دے سکے ہوں - یہ بات بھی وہ خود آکر بیان کریں گے اور ساتھ ہی ان کی تقاریر کے بارے میں بھی حکومت کی پالیسی اور ساری باتیں بتائیں گے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : ابھی جو آپ نے ساری باتیں بتائی ہیں' وہ تو کافی substantial بات ہے لیکن یہ ہوتا رہا ہے۔ You see so this is not the only day.

میاں رضا ربانی :جناب! یہی تو بات ہے کہ یہ روزانہ یہی کر رہے ہیں اور روزانہ وعدہ ہوتا ہے کہ متعلقہ وزیر صاحب آئیں گے۔ متعلقہ وزیر صاحب آئیں گے اور وہ آتے ہی نہیں ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : اس کا یہ ہے کہ لیڈر آف دی ہاؤس تشریف رکھتے ہیں تو ان سے کہہ دیں گے اس کے بعد جو ہوگا۔ ابھی وہ نوٹس لے لیں گے اس کے بعد جو ہوگا وہ کوشش کریں گے وہ آ جائیں and that is all that we can do about it for the time being یہ توجہ کر رہے ہیں۔

سید اقبال حیدر : جناب formally آپ کہہ دیں کہ موشن stand moved جو میں نے پڑھا تھا' وہ روایت ہے کہ

the Presiding Officer repeats whatever I have just moved that this House may discuss the Education Policy of the Government with particular reference to the syllabus, academic atmosphere and law and order situation in the academic institutions and campuses in the country.

Mr. Presiding Officer: Senator Syed Iqbal Haider has moved that this House may discuss the Education Policy of the Government with particular reference to the syllabus, academic atmosphere and law and order situation in the academic institutions and campuses in the country. The motion stands moved.

Now you may express your opinion in regard to the motion.

سید اقبال حیدر۔ جناب' آپ کا حکم ہے اور میں قطعاً یہ تاثر نہیں دینا چاہوں گا کہ اس موشن کے اوپر بحث سے اجتناب نہیں کر رہا لیکن ہمیں دکھ ہے کہ منسٹری آف ایجوکیشن کا کوئی بھی اہلکار اس وقت گیلری میں موجود نہیں ہے۔ یہ ہمارے چیئرمین کا repeated حکم ہے کہ جب بھی ایوان میں کسی محکمے سے متعلق موضوع پر بحث ہوگی تو اس محکمے کے اعلیٰ ترین افسران یہاں پر بیٹھیں گے اور یہاں پر بڑے دکھ اور افسوس کی بات ہے کہ نہ صرف منسٹری آف ایجوکیشن کا کوئی ایک بھی اہلکار یہاں پر موجود نہیں ہے۔ نہ سیکرٹری نہ ایڈیشنل سیکرٹری نہ جوائنٹ سیکرٹری اور اتنے اہم موضوع پر میں بات کرنا چاہتا ہوں اور منسٹری اتنی غیر سنجیدہ ہے کہ اس بارے میں انہوں نے اتنا بھی مناسب نہیں سمجھا کہ ہاؤس میں اگر منسٹر نہیں آتا تو فیڈرل سیکرٹری کو تو گیلری میں موجود ہونا چاہیئے۔ وہ تمام تر نوٹ لیتا ہمیں سرکاری

اہلکاروں کی اس انتہائی غیر ذمہ دارانہ رویہ کی مذمت کرنی چاہئیے۔

جناب عبدالستار لالیکا ۔ اقبال حیدر صاحب کچھ زیادتی کر رہے ہیں ۔ شاید تاریخ سے واقف نہیں ہیں ۔ میاں محمد یٰسین وٹو صاحب میرا خیال ہے چار سال صوبائی وزیرتعلیم رہے ہیں اور پھر فیڈرل گورنمنٹ میں بھی وزیرتعلیم رہے ہیں ۔ اب ان کی وہ اہمیت نہیں جتانا چاہتے اور یہاں کہتے ہیں کہ پتہ نہیں اہلکار موجود ہیں یا نہیں ۔

سید اقبال حیدر ۔ نہیں جناب یہ رول ہے ۔یہ سوال ہے ایوان کے وقار کا ۔ لالیکا صاحب میں یہاں وٹو صاحب کی اہمیت کو سر آنکھوں پر تسلیم کرتا ہوں ۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو ۔ فاضل رکن کی اطلاع کے لیے ۔تعلیم کے محکمے کے افسران موجودہیں ۔

سید اقبال حیدر ۔ کوئی ایک مجھے بتا دیں جناب ۔ ایک مجھے بتا دیں ۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو ۔ میں وہ بتا دیتا ہوں آپ کو ۔بعد میں وہ آپ کو مل لیں گے ۔ بھئی اگر وہ کہتے ہیں تو کھڑے ہو جائیں ۔

سید اقبال حیدر ۔ تمام گیلریز خالی پڑی ہیں جناب ۔

(مداخلت)

سید اقبال حیدر ۔ وہ محکمہ تعلیم کے نہیں وہ منسٹری آف لاء کے ہیں ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ ان سے کہیں جی کہ ابھی تو آپ نے شروع کر دیا ہے ۔تو جب شروع کر ہی دیا ہے تو پھر۔

I think we might as well proceed with the discussion. Since you have opened it, so please proceed with the discussion. Let me see your ideas, we will observe your ideas and the Minister concerned will also observe your ideas and whatever, we as well as you will work then and there. It will be given appreciation and implementation wherever required.

سید اقبال حیدر ۔ میں بہت مشکور ہوں ۔ میں سب کا احترام کرتا ہوں ۔ میں ضرور

بحث کروں گا اور سب سے اہم موضوع ہے کہ تعلیمی اداروں کے حالات کو میں تین حصوں میں تقسیم کروں گا۔ ایک تعلیمی اداروں کا law and order اور وہاں پر پھیلی ہوئی افراتفری ہماری پوری قوم کے لیے انتہائی باعث تشویش ہے۔ کیونکہ اگر تعلیمی ادارے میں ہی ہمارے نوجوان تشدد اور لاقانونیت کا شکار ہوں گے تو پھر معاشرہ اور آئندہ کی نسلوں سے کسی قسم کی قانون کی حکمرانی یا رول آف لاء پر عمل پیرا ہونے کی توقعات نہیں لگائی جا سکتیں۔ دوسرا ہے تعلیمی اداروں میں دی جانی والی تعلیم کی اہمیت یا سلیبس وہ اور وہاں پر چارج کی جانے والی فیس پرائیویٹ سیکٹر میں تعلیمی ادارے جس طریقے سے کمرشل ہاؤسز کے طور پر کھولے گئے ہیں وہ بھی ایک انتہائی باعث تشویش معاملہ ہے۔ تیسری بات ہے جناب چیئرمین! کہ تعلیم فراہم کرنے کی مختلف درجاتپر، ایک پرائمری لیول، دوسرا ہے سیکنڈری لیول، تیسرا ہے کالج لیول تینوں پر حکومت کی ذمہ داریاں، صوبائی اور مرکزی حکومت کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ وہ کس طریقے سے اپنی اپنی ذمہ داریاں پوری کر رہے ہیں یا پوری کرنے میں کوتاہیاں اور ناکامیوں کا شکار ہیں۔

جناب چیئرمین! ان تین پہلوؤں پر بات کرتے ہوئے میں آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ پہلا نکتہ تعلیمی اداروں میں academic atmosphere یا ماحول، لاقانونیت کے واقعات اور تشدد کا رجحان یہ پہلا نکتہ ہے۔ وہ ہمارے لیے اور پوری قوم کے لیے اور حکومت کے لیے چاہے ہم اپوزیشن میں ہوں یا حزب اقتدار میں ہوں ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ اس رجحان کا خاتمہ ہر قیمت پر ہو۔ جناب چیئرمین! آپ کو یاد ہو گا کہ پاکستان کے مایہ ناز تعلیمی ادارے جن میں داخلہ لینے پر ہم اپنا ہر زور لگا دیتے ہیں اپنے بچوں کے لیے اور میں اس کی مثال دوں گا برن ہال، لارنس کالج، گرامر سکول کراچی، اور پی اے ایف اکیڈمک انسٹی ٹیوشن یہ وہ ہیں کہ جہاں پر کہ اعلیٰ ترین تعلیمی تدریسی ماحول ہوتا تھا۔ آج افراتفری اور تشدد ہے اور ڈرگ مافیا کے ہاتھوں ان کا ماحول پامال ہو گیا ہے۔ جناب چیئرمین! ابھی حال ہی میں آپ کو یاد ہوگا کہ ہمارے کیڈٹس کو تشدد کرکے قتل کیا گیا۔ چند ماہ پہلے برن ہال اسکول میں، طالب علموں نے ہڑتال کی اور وہاں پر پورا فرنیچر اور اس کی بلڈنگ کو طالب علموں نے خود تباہ کیا۔ اس کے ساتھ ہی لا تعداد رپورٹیں روز ہمارے پاس آتی ہیں اخباروں میں ہم پڑھتے ہیں کہ روزانہ کسی نہ کسی تعلیمی ادارے میں تشدد کے واقعات ہوتے ہیں۔ حال ہی میں کراچی میں داؤد انجینئرنگ کالج بند ہوگیا۔ حال ہی میں اسلام آباد میں پاکستان کی مایہ ناز قائداعظم یونیورسٹی کئی ماہ تک بند رہی۔ افراتفری

کی بناء پر حال ہمیں اسلام آباد میں علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی میں اساتذہ اور طالب علموں کو بے پناہ تشدد اور ناانصافیوں کا سامنا کرنا پڑا جس کی وجہ سے وہاں پر انتشار جاری رہا - جناب چیئرمین! حال ہی میں اسلام آباد گرلز کالج میں وہاں کی ایک طالبہ حزیمہ حشمت حبیب کو قتل کیا گیا جس کی تحقیقات ایک عدالتی کمشن کر رہا ہے ' اور حال ہی میں جناب چیئرمین! میں دکھ اور افسوس سے کہہ رہا ہوں کہ پروفیسروں پر حملے ہو رہے ہیں

attack on Doctor Abdul Hameed Anjam of the Nishtar Medical College who was stabbed and injured allegedly by some final year MBBS students on Monday Sir

طالب علم پروفیسروں پر حملے کر رہے ہیں- یہ کوئی ایک واقعہ نہیں ہے جس کی طرف میں آپ کی توجہ مبذول کروا رہا ہوں یہ چوبیس تاریخ کے ڈان میں تین واقعے ہیں ایک دن میں ایک ہے ملتان کا واقعہ نشتر میڈیکل کالج میں طالب علموں کو اس پروفیسر نے ان کی مرضی کے مطابق امتحان میں marks دینے سے انکار کر دیا تو طالب علموں نے اس کو مارا -

(اس موقعے پر اذان عصر کی آواز سنائی دی)

Mr. Presiding Officer: We will continue with this afterwards, I now adjourn the House to meet again tomorrow at 9.30 a.m..

(The House was then adjourned to meet on Tuesday, the 30th December, 1997 at 9.30 in the morning.)